اخبار احمدیہ

قادیان ۱۳ جون۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۷ جون کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

مورخہ ۷ جون کو نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک ربوہ میں چند منٹ مجلس علم و عرفان میں تشریف فرما ہوئے۔ چونکہ اُن دنوں مشرق وسطیٰ میں لڑائی ہو رہی تھی اس لئے اس سلسلہ میں حضور نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ الحی القیوم ہے اور اس نے انسانی زندگی اور اس کے بقاء کے لئے بے شمار سامان پیدا کئے ہیں اس لئے جان بوجھ کر خود کو ہلاکت میں ڈالنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور اس کی نگاہ میں ناجائز ہے۔ اس وقت مشرق وسطیٰ کے مسلمان خود حفاظتی میں لڑائی لڑنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ جان و مال کی حفاظت کے لئے اسلام میں جنگ کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ یہ خالص دینی جنگ تو نہیں مگر خود حفاظتی کی جنگ بھی اسلام میں جہاد ہی ہے۔ یہ بھی فرض ہے۔ (باقی صفحہ [illegible] پر)

حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر ہرگز فوت نہیں ہوئے تھے

مشہور فاضل اناجیل ہیوشون فیلڈ کا اعتراف

از مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی بی۔ اے ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ہم نے برطانیہ کے مشہور فاضل اناجیل ڈاکٹر ہیوشون فیلڈ کی کتاب "دی پاس اوور پلاٹ" (عید فسح کا منصوبہ) کے متعلق پیٹر کارنل کے مضمون کا ذکر کیا تھا جو "مسیح کے دوبارہ جی اُٹھنے کا راز" (The Mystery of Resurrection) کے زیر عنوان لنڈن کے ہفت روزہ اخبار "ویسٹ منسٹر پریس" بابت ۷ اپریل ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں پیٹر کارنل نے ڈاکٹر ہیوشون فیلڈ کی کتاب کا ملخص درج کر کے اس پر تبصرہ کیا ہے اس مضمون کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ڈاکٹر شون فیلڈ مسیح کی صلیبی موت کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اُترے تھے البتہ وہ بیہوشی کی حالت میں تھے اور معلوم یہ ہوتا تھا کہ گویا وہ وفات پا چکے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ڈاکٹر شون فیلڈ نے اپنی کتاب میں واقعات کو اس رنگ میں پیش کیا ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گویا مسیح علیہ السلام بائیبل کی پیشگوئی کو پورا کرنے کی خاطر خود اپنے ہی تیار کردہ منصوبہ کے مطابق صلیب پر چڑھائے گئے تھے اور انہوں نے پہلے سے اس بات کا انتظام کر لیا تھا کہ صلیب پر ان کی جان نہ نکلے اور معلوم یہ ہو کہ گویا وہ مر گئے ہیں۔ اس طرح پیشگوئی بھی پوری ہو جائے اور جان بھی بچی رہے۔ ہمیں ڈاکٹر شون فیلڈ کے اس نظریہ سے قطعاً اتفاق نہیں ہے کیونکہ اول تو یہ بات ہے ہی خلاف واقعہ دوسرے اس سے اللہ تعالیٰ کے پاک نبی حضرت مسیح علیہ السلام پر ایک خطرناک سازش اور دھوکہ دہی کا الزام آتا ہے اسی سلسلہ میں اصل واقعات پر تو ہم آگے چل کر روشنی ڈالیں گے البتہ ڈاکٹر شون فیلڈ کی جس حصّہ کتاب سے ہمیں خاص طور پر دلچسپی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے واقعہ صلیب سے متعلق اناجیل کے متضاد بیانات پر بھرپور تنقید کر کے اس امر کو بڑی عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔

اسی سلسلہ میں پیٹر کارنل نے اپنے مضمون میں ڈاکٹر شون فیلڈ کی اس دلیل کا بھی ذکر کیا ہے کہ محض صلیب پر چند گھنٹے لٹکے رہنے سے ہی کسی انسان کا فوت ہو جانا یقینی نہیں ہوتا تھا اسی لئے صلیب پر سے اُتارے جانے کے بعد ایسے شخص کی ہڈیاں توڑ دی جاتی تھیں تاکہ حتمی طور پر موت واقع ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ مسیح کے ساتھ دو چوروں کو بھی صلیب پر لٹکایا گیا تھا صلیب پر سے اُتارے جانے کے بعد باقاعدہ اُن دونوں کی ہڈیاں توڑی گئیں لیکن مسیح علیہ السلام کے ساتھ ایسا نہیں کیا گیا بلکہ ہڈیاں توڑے بغیر اُنہیں مُردہ سمجھ کر ایک کھلی اور کشادہ قبر میں رکھ دیا گیا جہاں سے یوسف آرمتیا اُنہیں اُٹھا لے گیا اور ڈاکٹر سے اُن کا علاج کرایا۔ اس امر کے ثبوت میں کہ بسا اوقات لوگ صلیب پر سے زندہ اُتر آتے تھے مضمون نگار نے ڈاکٹر شون فیلڈ کے حوالے سے لکھا ہے۔

"صلیب کے ذریعہ موت کی سزا بہت وحشیانہ اور تکلیف دہ ہوتی تھی۔ کلائیوں اور ٹخنوں سے خون رِستا رہتا تھا جسم کو صلیب پر سنبھالنے اور آگے گرنے سے بچانے کی کوشش میں اعصاب بُری طرح درد کرنے لگتے تھے۔ مکھیاں چہرہ پر آ بیٹھتی تھیں۔ سر کو اُوپر کی طرف سنبھال کر رکھنا پڑتا تھا ورنہ دم گھٹ کر رہ جاتا۔ دن میں سورج کی گرمی جھلس کر رکھ دیتی تھی اور رات کو چاند کی برودت سے جسم یخ ہو جاتا تھا اور شدید پیاس لگنے لگتی تھی بایں ہمہ انسان اکثر [illegible] زندہ بچ رہتا تھا۔

یہودی مؤرخ جوزیفس نے لکھا ہے کہ یروشلم کا محاصرہ کئے دوران وہ بعض قیدیوں کے پاس سے گزرا جو صلیب پر لٹکے ہوئے تھے اُس نے اُن میں سے تین کو پہچان لیا اور رومی جرنیل سے درخواست کی کہ ان کے جسم اُس کے حوالہ کر دیئے جائیں۔ چنانچہ جب اُنہیں صلیب پر سے اُتارا گیا تو وہ ابھی زندہ تھے ان میں سے دو تو مر گئے لیکن ایک زندہ بچ رہا اور صحتیاب ہو گیا۔"

(ویسٹ منسٹر پریس۔ لندن ۷ اپریل ۱۹۶۶ء)

بقول پیٹر کارنل اس لئے جو ڈاکٹر شون فیلڈ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ وقت بہت تنگ ہونے اور سبت کی رات شروع ہو جانے کے باعث مسیح صرف چند گھنٹے صلیب پر رہے۔ صلیب پر جب ان کو پیاس لگی تو ایک سپاہی نے سرکہ میں اسفنج ڈبو کر ایک سرکنڈہ کے ذریعہ اسے مسیح کے منہ تک پہنچایا۔ بجائے اس کے کہ سرکہ پینے سے مسیح کو سکون ملتا اُلٹا ہوا یہ کہ اُنہوں نے مُردہ کی طرح اپنا سر لٹکا دیا ڈاکٹر شون فیلڈ کا کہنا یہ ہے کہ مسیح کے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت انہیں سرکہ کے بہانے دراصل بے ہوش کرنے والی دوائی سونگھائی گئی تھی جسے سونگھتے ہی مسیح پر غشی طاری ہو گئی اور انہیں مُردہ سمجھ کر صلیب پر سے اتار لے جانے کی

(باقی صفحہ ۹ پر)

مالک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــــ مورخہ ۱۵ رجون ۱۹۶۷ء

مشرقِ وسطیٰ میں عربوں کی پوزیشن

سابقہ جنگ سے پہلے اور بعد

اسرائیل نے ۵ رجون کو متحدہ عرب جمہوریہ پر اچانک حملہ کر دیا۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام عرب ممالک متحد ہو گئے اور چار پانچ روز تک بڑی خونریز جنگ ہوئی مگر جب سلامتی کونسل نے جنگ بندی کی تجویز پاس کی تو عرب ممالک کو بھی جنگ بند کر دینی پڑی۔ اسرائیل جارح تھا اور عربوں پر یہ جنگ بالجبر ٹھونسی گئی۔ اس لئے وہ خود حفاظتی کے طور پر سیدان کارزار میں کود گئے اور ان کے وسائل اور حالات نے جس حد تک اجازت دی سب نے بہادری کے جوہر دکھائے۔ اور حق کی مدافعت میں جان تک کی بازی لگا دینے میں تامل نہ کیا۔ جس انداز میں اس جنگ کا خاتمہ ہوا کسی فریق کو فاتح اور دوسرے کو شکست خوردہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تاہم اس کے نتیجہ میں بعض اہم نکات سامنے آئے ہیں۔ ضروری ہے کہ عرب ان سے سبق حاصل کریں اور آئندہ کی پالیسی وضع کرتے وقت ان کو ضرور ملحوظ رکھیں۔

بظاہر یہ ۲۵ لاکھ اسرائیلیوں اور ۱۰ کروڑ عربوں کا مقابلہ تھا مگر حقیقت اس سے مختلف تھی ۲۵ لاکھ کے پیچھے اس حکومت کو قائم کرنے والی امریکہ برطانیہ اور فرانس کی تین زبردست طاقتوں کا ہاتھ تھا جو ایک عرصہ بیس سال سے تیار کرتے چلے آ رہے تھے۔ اور دس کروڑ عربوں کے پاس جو کچھ سامان حرب تھا وہ بھی سارے کا سارا دوسرے ممالک سے حاصل کردہ جس پر کلی طور پر اعتماد کرنا حالات پیش آمدہ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔

۱۹۴۸ء میں جن لوگوں نے تیرہ عرب ممالک کے درمیان اسرائیل کی ریاست کو بالجبر قائم کیا وہ خاموش نہیں بیٹھ سکتے تھے اس بیس سالہ مدت میں اپنی سرپرستی کا خوب حق ادا کیا جس کا واضح ثبوت ماہ جون کی حالیہ جارحیت ہے۔ ادھر عربوں کی اپنی حالت نہایت درجہ قابل افسوس رہی ان میں کبھی بھی اتحاد نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ اسرائیل کے حملہ سے دو ہفتہ قبل تک آپس میں منافرت اور خانہ جنگی میں اپنی طاقت ضائع کرتے رہے۔ یمن میں محض دو انسٹی ٹیوشن جمہوریت یا شاہ پسندی ـ کی بنا پر تین لاکھ افراد کٹوا دیئے۔ شام میں آئے دن فوجی انقلاب آتے رہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح ایک طرف عربوں کی طاقت اپنی ہی خانہ جنگی سے دن بدن کمزور ہوتی رہی اور دوسری طرف اسرائیل اپنی طاقت کو برابر بڑھاتا رہا اور سرپرستوں نے اس کو مسلح کرنے میں ایک دن بھی ضائع نہ کیا۔ صدر ناصر آخر وقت تک اس دھوکہ میں رہے کہ اسرائیل خواہ فوجی اعتبار سے کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو۔ بارہ عرب ممالک کے دباؤ کے آگے وہ کچھ نہیں کر سکتا مگر یہ ان کی بڑی غلطی تھی حالانکہ جن لوگوں نے خاص مصالح کی بنا پر عرب ریاستوں کے درمیان اسرائیل کو کھڑا کیا نہ صرف یہ کہ ہر قسم کے جدید اسلحہ سے اسے اچھی طرح مسلح کیا بلکہ یہود کو خوش کرنے اور ان کے ساتھ اپنے روابط بڑھانے کے لئے یہاں تک قدم اٹھایا کہ کم و بیش دو ہزار برس بعد یہود کو خون مسیح کے بیّنہ الزام سے قطعی طور پر بری قرار دے دینے کا اعلان ویٹیکن سے کرایا گیا اور ایسا کرتے وقت اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی کہ ان کے فیصلہ کے خلاف خود انہیں کی مذہبی کتب میں بیسیوں قسم کے صریح اور ناقابل تردید حوالے موجود ہیں۔ اور اسی زبردست سرپرستی کا شاخسانہ تھا کہ ۵ رجون کو جب اسرائیل نے مصر پر حملہ کیا تو امریکہ کا زبردست بحری بیڑہ بحیرہ روم میں موجود تھا جس میں ایک بڑا اسرعہ طیارہ بردار جہازوں کا بھی تھا۔ اور متحدہ عرب جمہوریہ کے دعوے کے مطابق حالیہ جنگ میں اسی بحری بیڑے نے اسرائیل کو فضائی تحفظ دیا اور اسرائیل کا پلہ بھاری رہا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا اسرائیل کے حملہ کے صرف دو روز قبل تک عرب آپس کے تنازعات میں الجھے رہے البتہ اسرائیل کے مصر پر حملہ کے وقت فوری طور پر عربوں میں بے نظیر اتحاد و عمل ہوا آیا۔ مگر اس اتحاد سے خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھایا جا سکا۔ کیونکہ اس مختصر وقت میں حملہ یا دفاع کے لئے نہ کوئی پلاننگ ہو سکی اور نہ دشمن کی چالوں کا کما حقہ تعاقب ہو سکا بلکہ جیسا کہ بعض اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ مراکش کے شاہ نے صدر ناصر کو اس قسم کی تجویز پیش کی تھی کہ جنگ سے پہلے عرب ہائی کمانڈ کی کوئی مشاورتی کانفرنس ہو مگر صدر ناصر نے اس کی ضرورت نہ سمجھی اور نہ جنگ سے کوئی پلان بنایا اور نہ اسرائیل کی فوجی طاقت کا صحیح اندازہ کر کے جنگ کی ابتداء و انتہا پر غور کیا۔ بلکہ ایک ناگہانی آفت کو ٹالنے کے لئے جیسا بھی ہوا اپنی غریب حکومت ممکنہ وسائل کے ساتھ میدان کارزار میں اتر آئی۔ اس کا نتیجہ جو نکلنا تھا نکلا اور عربوں کی ساکھ کو سخت صدمہ پہنچا۔ اور ساتھ ہی سخت جانی و مالی نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ صرف ایک ملک جارڈن ہی کے اعداد و شمار منظر عام پر آ گئے ہیں کہ اس مختصر سی جنگ میں اس ملک کے پندرہ ہزار نفوس شہید ہوئے ہیں اور زخمیوں کی تعداد اس کے سوا ہے۔ پھر جائیداد وغیرہ کو جو نقصان پہنچا اس کا تخمینہ شاید کروڑوں سے بھی تجاوز کر جائے۔ علاوہ ازیں اردن کے وہ حصے جو اب اسرائیل کے قبضہ میں چلے گئے ہیں ان سے اسی ہزار مہاجرین جو اردن کے باقی علاقے میں چلے آ رہے ہیں ان کا مسئلہ بھی ایک مستقل دردِ سر کا باعث ہے۔

اگرچہ مشرقِ وسطیٰ میں طاقت کا توازن عربوں کی بجائے شاید اب اسرائیل کے ہاتھ آ جائے لیکن جہاں تک محل وقوع کا تعلق ہے عرب ممالک کو اب بھی کلیدی پوزیشن حاصل ہے۔ فی زمانہ قدرتی وسائل کی بہتات کے لحاظ سے بھی قدرت ان پر مہربان ہے۔ افسوس کہ اس کے مقابل یہاں کے باشندوں نے اس سے پورا پورا فائدہ نہیں اٹھایا۔ وقت کے تقاضوں سے لاپرواہ اور پیش آمدہ خطرات سے بے فکر ہو کر ملک و ملت کے لئے کچھ نہیں کر پائے جو انہیں کرنا چاہیئے تھا۔ مشرقِ وسطیٰ کے عرب ممالک میں سے اپنے ملک کو مضبوط بنانے اور زمانہ حاضرہ کے چیلنج کا کسی حد تک جواب دینے کے لئے مصر اور الجیریا کے سوا سب ہی پیچھے ہیں۔ عوام میں ناخواندگی کا تناسب زیادہ ہے۔ ملکی دفاع کے لئے جدید قسم کے سامان حرب کی تیاری تو خیر دور کی بات ہے عرب ممالک تو اپنی بیشتر ضروریاتِ زندگی کی اشیاء مغربی ممالک سے درآمد کرتے ہیں۔ اور مختلف قسم کی ضروریات کے لئے انہیں ایسے ممالک پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ یہ بات دور اندیشی اور خود عرب ممالک کے تحفظ کے سخت خلاف ہے۔ مجبوری کی حالت اور ہے۔ ان ملکوں کو قدرت نے جن نعمتوں سے مالا مال کیا ہے اگر حاصل شدہ وسائل کو صحیح معنوں میں بروئے کار لائیں اور کم سے کم ملکی دفاع کی حد تک خود کفیل ہونے کی کوشش کریں تو ان کے بیشتر مسائل بخوبی حل ہو سکتے ہیں معدنی تیل جسے سیال سونے کے نام سے یاد کیا جانا زیادہ مناسب ہے۔ اس کی اس قدر فراوانی ہے کہ اس سے بہت کچھ کر سکتے ہیں مگر افسوس کہ اس کے نکالنے اور صاف کرنے کے لئے بھی عرب لوگ غیر ملکیوں کے دستِ نگر ہیں۔

حالیہ جنگ میں اتحاد کی جو نعمت اس وقت عربوں کو میسر آ گئی ہمارے نزدیک اس کے مقابل پر جنگ میں جو شدید نقصان کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا بشرطیکہ ان کا یہ اتحاد پائیدار ہو اور بعد میں کوئی نظری اختلافات اور اقتدار کی کوئی خلیج حائل نہ ہونے پائے۔ اور نہ ہی باہمی خانہ جنگیوں میں اپنی قوت کو برباد کیا جائے!! وقت کا سب سے بڑا تقاضا ہے کہ عرب ممالک اب باہمی محبت اور اخوت کے رشتوں کو مضبوط بنائیں جن میں معاشی اور اقتصادی تعاون بہت ہی مفید اور مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے

ان ظاہری اسباب کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی کسی صورت میں نظر انداز نہیں کی جانی چاہیئے کہ یہ سب مسلمان ہیں اور اسلام کے رشتہ میں بندھے ہوئے ہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ کی نصرت و تائید کے لئے سچی روحانیت کی طرف بھی متوجہ ہونا چاہیئے کیونکہ مادی ترقی روحانیت کے بغیر چنداں سود مند نہیں اور اسلام کی طرف منسوب ہونے والوں کے لئے تو قدرت کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اس وقت ترقی نہیں کر سکتے اور ذلت و نکبت کے چکر سے چھٹکارا نہیں نکل سکتے جب تک خدا تعالیٰ کے آستانہ کو تھام نہ لیں۔ اگر سوچا جائے تو مادی وسائل کو عمل میں لانے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی بڑی کمزوری یہی ہے کہ وہ اس اہم امر کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ اس لئے اس موقعہ پر جہاں ہم اپنے عرب بھائیوں کے حق میں یہ دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور اپنے وطن کی خدمت کی بڑھ چڑھ کر توفیق دے۔ ہم یہ دعا بھی کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور انہیں سچے اور سچے اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ مسلمان بنا دے جس سے ان کی پوزیشن حقیقی معنوں میں بلند ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی نصرت و تائید آسمان سے نازل ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

خطبہ جمعہ

تعمیر بیت اللہ کے جملہ مقاصد حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی پورے ہوئے

روحانی اور جسمانی پاکیزگی کا حصول اور مرکز میں بار بار آنا بھی بیت اللہ کی اغراض میں شامل ہے

قرآن کریم اور امتِ مسلمہ کی خصوصی حفاظت کا وعدۂ الٰہی ہمیشہ پورا ہوتا رہا اور آئندہ بھی پورا ہوتا رہے گا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶؍ مئی ۱۹۶۷ء

مرتبہ: مکرم مولوی محمد صادق صاحب ساٹری انچارج شعبہ زود نویسی

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

پچھلے خطبات میں میں نے تعمیر بیت اللہ کے متعلق دس مقاصد کا ذکر کیا تھا اور ان پر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ جو آیات میں ان خطبات کے شروع میں پڑھتا رہا ہوں ان میں میں نے بتایا تھا کہ ان میں تیئس مقاصد کا ذکر ہے۔ دس کے متعلق میں اس سے پہلے کچھ کہہ چکا ہوں۔

گیارھواں مقصد

گیارھویں غرض تعمیر بیت اللہ کی طَہِّرَا کے الفاظ میں بیان ہوئی تھی کہ تم اس بیت اللہ کی تطہیر کا انتظام کرو۔ اس کو پاکیزہ رکھنے کا انتظام کرو۔ اس کی صفائی کا انتظام کرو اور اس میں یہ اشارہ کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ اس گھر کو ظاہری صفائی اور باطنی پاکیزگی اور طہارت کا مرکز بنانا چاہتا ہے۔ یہ غرض بھی خاتم الانبیاء اور افضل الرسل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پوری ہوئی۔ آپ کی شریعت کامل ظاہری اور جسمانی صفائی اور روحانی پاکیزگی کے حصول کے متعلق ایک اکمل اور مکمل تعلیم عطا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کی آیات ۱۵۱ اور ۱۵۲ میں فرمایا ہے کہ جہاں کہیں بھی تم ہو جو کام بھی اسلامی شریعت کی ہدایات کے مطابق تم کرو اس میں اس بات کا خیال رکھو کہ تمہیں خاص مقاصد اور اغراض کے پیش نظر پیدا کیا گیا ہے اور تم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ تم ان مقاصد کو پورا کرو اور تمام دنیا کی اقوام عالم میں شریعت اسلامیہ کو قائم کرو اور امت زندہ رکھو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں تمہیں اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ تم بیت اللہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے مقاصد کو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا کرو۔ یہ اس لئے ہے کہ میں اپنی نعمت کو تم پر پورا کرنا چاہتا ہوں وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْکُمْ

اتمام نعمت کی غرض سے

یہ مقاصد میں نے تمہارے سامنے رکھے ہیں اگر تم ہماری بتائی ہوئی ہدایات کے مطابق ان مقاصد کے حصول کے لئے سعی کرو گے اور خلوصِ نیت سے ہمارے احکام بجا لاؤ گے تو تم پر ہماری جو نعمتیں ہوں گی وہ اس طور کی ہوں گی اور اس نوعیت اور قسم کی ہوں گی کہ ان کے متعلق اتمامِ نعمت کا فقرہ بولا جا سکے۔ اور لِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْکُمْ کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا (آیت ۱۵۲) کہ ایک رسول تمہاری طرف بھیجا گیا ہے جو پاکیزگی کی تعلیم تمہیں دیتا ہے

چونکہ طبعاً سوال پیدا ہوتا تھا کہ اے خدا! مقاصد کا تو ہمیں پتہ مل گیا۔ مگر ہماری کوششوں کی راہوں کی ابھی تعیین نہ پائی گئی۔ اگر تعیین ہو جاتی تو ہمارے لئے سہولت ہوتی۔ اس لئے دوسری آیت (۱۵۲) میں بتا دیا کہ جو راہ تمہیں میرا پیارا محمد رسول اللہ صلے اللہ (علیہ وسلم) بتائے وہی وہ راہ ہے جو

پاکیزگی کی طرف

لے جاتی ہے اور جس راہ پر چل کر تم مقاصد تعمیر بیت اللہ کو حاصل کر سکتے ہو۔ فرمایا کہ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ

کہ تمہارے تزکیہ کے سامان اس رسول کے ذریعہ سے ہم نے مہیا کر دیئے ہیں۔ اس لئے کہ وہ آیات پڑھ کر سناتا ہے کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور اس کی حکمتیں بیان کرتا ہے

پس طَہِّرَا میں جو غرض بیان کی گئی تھی اور جس کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا تھا اس کو پورا کرنے والے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خود قرآن کریم نے یہ دعوے کیا ہے کہ آپ اس غرض کو پورا کرنے والے ہیں کیونکہ یہاں مسجد حرام، مقاصد کا سامنے رکھنا، اتمام نعمت اور تزکیہ نفوس اور اس کے طریق یہ تمام باتیں ان دو آیتوں میں اکٹھی کر دی گئی ہیں

سورۃ بقرہ کی آیات میں تمام پاکیزگی کا ذکر تو ہے لیکن زیادہ زور روحانی اور دینی پاکیزگی پر ہے لیکن سورۃ مائدہ کی آیت سات میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر تم جنبی ہو تو نہا لیا کرو۔ اس میں یہ تعلیم دی کہ

اسلام میں جسموں کو پاک اور صاف رکھنا ضروری ہے

اس لئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ جسم کی صفائی، کپڑوں کی صفائی اور گھر کی صفائی اور مساجد کی صفائی اور ان کی پاکیزگی اور طہارت کا خیال رکھنا اور زبان کی صفائی اور کان کی صفائی اور آنکھ کی صفائی اور ناک کی صفائی کے اوپر بڑی شرح کے ساتھ تعلیم بیان کی ہے۔ اس تعلیم کی تفصیل میں میں اس وقت نہیں جانا چاہتا ہوں اور نہ میرے لئے اس کی تفصیل میں جانا ممکن ہے

بہرحال قرآن کریم پر غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا کہ قرآنی شریعت پر بہت زور ظاہری اور باطنی صفائی اور پاکیزگی پر دیا گیا ہے۔ اس کا سواں حصہ شاید ہزارواں حصہ بھی پہلے کسی مذہب نے ان باتوں پر زور نہیں دیا تو جو مقصد طَہِّرَا کے اندر بیان ہوا تھا۔ اس کو پورا کرنے کے لئے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا اور آپ نے اس مقصد کا حصول امتِ مسلمہ کے لئے ممکن بنا دیا۔ کیونکہ صفائی کی ہر شاہراہ کی طرف ہمیں ہدایت دی۔ وہ ہر تعلیم جو صفائی سے تعلق رکھنے والی اور پاکیزگی اور طہارت سے تعلق رکھنے والی تھی وہ ہمارے سامنے بیان کر دی۔ اور ان ہدایات پر عمل کرنے کی راہیں ہم پر آسان کر دیں۔ آپ سے پہلے کسی نبی نے ان میدانوں میں اتنا عظیم کام نہیں کیا۔ پس مقصد ہے پاکیزگی اور طہارت اور اس کے حصول کا ذریعہ ہے یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اس کے حصول کی ذمہ داری پڑتی ہے امت مسلمہ پر اور اس زمانہ میں مسلمانوں میں سے اس جماعت پر جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے از سر نو خدا اور اس کے رسول کے لئے زندہ کیا گیا ہے

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم تم پر کسی قسم کی تنگی اور سختی کرنا نہیں چاہتے تمہیں پاک کرنا اور تم پر اپنے احسان کو پورا کرنا ہمارا مقصد ہے۔ اگر روحانی پاکیزگی کی تعلیم نہ دی جاتی تو اللہ تعالیٰ کا انعام اور احسان ادھورا رہ جاتا۔ بقیہ صفحہ ۔۔۔ پر

وَنُخَمِّتَ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ ۔ اس نے یہی پسند کیا کہ وہ اپنے احسان کو پورا کرے ۔ اور اتمام نعمت کرے ۔ اس نے یہ تعلیم اس لئے دی ہے تا تمہارے اندر کوئی گند باقی نہ چھوڑے ۔ کامل اور مکمل طور پر تمہیں

پاک اور مطہر

بنا دے ۔

اسی طرح قرآن کریم نے پانی کے متعلق فرمایا کہ اس کے بہت سے فوائد ہیں ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ سے تم ظاہری صفائی کرتے ہو ۔ کپڑے دھوتے ہو ۔ برتن دھوتے ہو ۔ گھر بار صاف کرتے ہو ۔ ہزاروں کو دھوتے ہو ۔ جسموں کو دھوتے ہو ۔ ہزار ہا پاکیزگیاں ہیں جو پانی کے ذریعہ حاصل کی جاتی ہیں ۔ (وَلِّیُطَهِّرَکُمْ بِهٖ ۔ الانفال آیت ۱۱) تو قرآن کریم ظاہری اور باطنی صفائی اور پاکیزگی کی تعلیم سے بھرا پڑا ہے اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی ہے جن کے ذریعہ تعمیر بیت اللہ کا یہ مقصد حاصل ہوتا ہے ۔

خانہ خدا کی تعمیر کی بارہویں غرض

لِلطَّآئِفِیْنَ ۔ جیسا بتائی گئی تھی اور اس لفظ میں اس طرف اشارہ تھا کہ اقوام عالم کے نمائندے بار بار یہاں اس لئے جمع ہوا کریں گے کہ وہ پاکیزگی اور طہارت کی تعلیم حاصل کریں اور پھر اپنے اپنے علاقہ میں جا کر اس تعلیم کو پھیلائیں ۔ اور اس کی اشاعت کریں ۔ یہ غرض بھی حقیقی طور پر صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پوری ہوئی ہے ۔ قرآن کریم نے اسی مقصد کے پیش نظر یہ حکم دیا ۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝

(سورہ توبہ آیت ۱۲۲)

یعنی مومنوں کے لئے یہ تو ممکن نہیں کہ وہ سارے کے سارے مرکز اسلام میں کسی وقت بھی اکٹھے ہو سکیں ۔ لیکن مرکز کے ساتھ اقوام عالم کا پختہ تعلق قائم رہنا بھی ضروری ہے ۔ تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم تمہیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ چونکہ سب کا اکٹھا ہونا یہاں ممکن نہیں اس لئے کیوں نہ ہو کہ ان کی جماعت میں سے ایک گروہ نکل پڑتا تاکہ وہ دین کو پوری طرح سیکھتے ۔ اور وہ ایسی تربیت کہ اپنی قوم کو بے دینی سے بچاتے ۔ اور اس طریق کے ذریعہ سے ان کو انذار کے ذریعہ اور تخویف کے ذریعہ ۔

تو یہاں قرآن کریم نے اُمتِ مسلمہ کو جو اقوام عالم پر مشتمل اور اکناف عالم میں پھیلی ہوئی ہے یہ حکم دیا ہے کہ

ہر قوم اور ہر ملک کی ایک نمائندہ جماعت

مرکز میں آتی رہنی چاہئیے تاکہ وہ دین سیکھے اور ضروریاتِ وقت سے آگاہ ہو اور اس بات کا علم حاصل کرے کہ اسلام کے لئے موجودہ زمانہ میں کس قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے ۔ اور ان کو معلوم ہو کہ ان کا امام وقت کن کاموں کی طرف اور کن منصوبوں کی طرف انہیں بلاتا ہے اور تاکہ وہ ان کی حکمتوں کو سمجھیں ۔ تا جب وہ واپس جائیں تو اپنے اپنے علاقہ میں اپنے دوسرے بھائیوں کو یہ بتائیں کہ اس وقت اسلام پر مثلاً فلاں فلاں طرف سے حملہ ہو رہا ہے اس کے جواب کے لئے تم تیار ہو جاؤ ۔ اسلام کے خلاف دجل کے یہ طریق استعمال کئے جا رہے ہیں اور اس منصوبہ سے اسلام کی حفاظت اور اسلام کی بقا کے لئے اور اسلام کی ترقی اور استحکام کے لئے جماعت کے سامنے یہ منصوبہ رکھا جا رہا ہے ان قربانیوں اور ایثار کے نمونوں کو پیش کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو جاؤ اور عملی طور پر ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قبیلوں کے نمائندے مدینہ میں آپ کے پاس جمع ہوتے رہتے تھے ۔ اور علم دین سیکھتے اور علم قرآن سیکھتے ۔ قرآن کریم کے بعض حصوں کو یاد کرتے تَفَقُّہْ فِی الدِّیْن حاصل کرتے ۔ اور پھر وہ اپنی قوم میں واپس جاتے اور اس طرح احیاء دین اسلام کے سامان پیدا کرتے تھے جو لوگ یہاں مدینہ میں آتے تھے وہ بھی اپنے وطن کی قربانی دیتے ۔ علم سیکھنے کے لئے بھی اور علم دین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
سکھانے کے لئے بھی اور ان سے دین سیکھنے والے بھی اپنے وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو مدینہ میں آنے کا ان کے نفسوں کو تو فائدہ پہنچ جاتا اُن سے دوسروں کو کوئی فائدہ نہ پہنچتا ۔ لیکن اس سکیم اور منصوبہ کی اصل غرض تو یہی تھی کہ

لوگ باہر سے مرکز میں آئیں

دین سیکھیں ضروریات اسلام کا علم حاصل کریں پھر واپس جائیں ۔ اور یہ باتیں اپنے دوسرے بھائیوں کو بتائیں ۔

پس " طائف " کا مقصد حاصل نہیں ہوتا جب تک یہ طائفہ و طائفین اور یہ لوگ وقت کی قربانی دینے والے نہ ہوں ۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام نے پاکیزگی اور طہارت کی تعلیم دی ہے اور خدا تعالیٰ نے ایسی امت پیدا کر دی ہے جو اپنے وقتوں کو قربان کر کے خدا اور اس کے رسول کے لئے مرکز میں جمع ہوتے ہیں اور واپس جا کر خدا اور رسول کی رضا کے لئے اپنے بھائیوں کو علم قرآن سکھاتے علم دین ان کو بتاتے ۔ جو تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں اسلام کی حفاظت یا اسلام کی اشاعت کے لئے ۔ وہ باتیں ان کے سامنے رکھتے اور ان کے دل میں خدا کی راہ میں قربانیاں پیش کرنے کے لئے بشاشت پیدا کرتے اس حکم کو اس وقت کی قوموں اور قبائل نے خوب اچھی طرح سمجھا تھا چنانچہ

ابن عباس کی روایت ہے

كَانَ يَنْطَلِقُ مِنْ كُلِّ حَيٍّ مِّنَ الْعَرَبِ عِصَابَةٌ فَيَأْتُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْأَلُوْنَهٗ عَمَّا يُرِيْدُوْنَ مِنْ اَمْرِ دِيْنِهِمْ وَيَتَفَقَّهُوْا فِيْ دِيْنِهِمْ (تفسیر ابن کثیر سورہ توبہ آیت وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ) ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ عرب کے ہر قبیلہ میں سے ایک جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھی ۔ اور جن باتوں کا انہیں پہلے علم نہ ہوتا ان کے متعلق وہ پوچھتے ۔ بصیرت حاصل کرتے ۔ مسائل کی حکمتیں معلوم کرتے اور پختہ ہو جاتے ۔ اپنے دین پر ۔ اور تفقہ فی الدین کو حاصل کرتے پھر وہ واپس جاتے اور دوسروں کو جا کر وہ سکھاتے تھے ۔ چنانچہ بہت تفصیل کے ساتھ ان وفود کا ذکر ہماری تاریخ میں پایا جاتا ہے جو اس غرض کے لئے اور اس حکم کو پورا کرنے کے لئے مدینہ میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور دین سیکھنے کے لئے وہاں ٹھہرتے تھے ۔ ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ پھر تیسرا گروہ پھر ایک اور گروہ آ جاتا تھا ۔ ایک تسلسل جاری تھا ۔ اور اس تسلسل میں دین کی بقا کے سامان رکھے گئے تھے ۔ مثلاً

تاریخ ہمیں بتاتی ہے

کہ ایک وقت میں بحرین سے چودہ نمائندے آئے تھے اور اسی طرح حضر موت (یمن) سے اسی نمائندے آئے تھے ۔ اور اسی طرح ستر اسی افراد پر مشتمل ایک وفد بنو تمیم کا آیا دین سیکھنے کے لئے اور یہ وفود بَعْدَ مَا تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَنَ ثُمَّ خَرَجُوْۤا اِلٰى قَوْمِهِمْ دین سیکھا پھر اپنی قوم میں گئے اور انہیں دین سکھلایا ۔

میں نے یہ چند مثالیں صرف اس لئے بیان کی ہیں تاکہ ہماری جماعتوں پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ اب تو وہ شاید ایک نمائندہ بھی نہیں دیتیں ان کلاسز کے لئے جو یہاں جاری کی جاتی ہیں لیکن اس طرح کام نہیں بنے گا بلکہ کافی تعداد میں لوگوں کو یہاں آنا پڑے گا تب ہم دین اسلام کی خدمت کما حقہٗ کر سکتے ہیں ۔

بہر حال اس کی تفصیل تو میں اس وقت بتاؤں گا جب میں ان مقاصد یعنی وعدہ کے بیان کو ختم کر چکوں گا اور ان وعدوں پر بطور ذمہ داری کے اپنے بیان کو شروع کروں گا کیونکہ یہ ساری ذمہ داریاں ہیں جو مسلمانوں پر خصوصاً اس وقت میں ہم احمدیوں پر عائد ہوتی ہیں

تیرھواں مقصد

وَالْعَاكِفِيْنَ میں بیان ہوا تھا اور بتایا گیا تھا کہ اس کے ذریعہ سے ایک ایسی قوم پیدا کی جائے گی جو اپنی زندگی خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے والی ہوگی ۔ اور واقفین کے اس گروہ میں قوم قوم اور ملک ملک کے نمائندے شامل ہوں گے ۔ یہ غرض بھی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پوری ہوتی ہے اس سے پہلے اس کے پورا ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا کیونکہ قوم قوم کے نمائندے وہاں آ ہی نہ سکتے تھے مکہ کا نہ انہیں علم تھا نہ اس کی محبت ان لوگوں کے دلوں میں تھی ۔ میں نے بتایا ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان مقاصد کو پورا کیا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ " وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ "

اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ تم سے یہ امید رکھتے ہیں کہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھا کرو ۔ دنیا کے تمام تعلقات سے منہ موڑ کے خالصتاً خدا کے لئے اپنی زندگی کے چوبیس گھنٹے چند ایام کے لئے گزارو ۔ تاکہ وقف کی روح کو زندہ کیا جائے اور چونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنا لیا گیا ہے ۔ اس لئے وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ کے معنے یہ ہوئے کہ میری خاطر تمہیں خطہ خطہ

زمین میں بطور واقف گزارنا پڑے گا کیونکہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی اشارۃً بتایا تھا۔ خانہ کعبہ یا بیت اللہ ایک مرکزی نقطہ ہے اور ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تمہیں اس کے اظلال بھی بنانے پڑیں گے یعنی اس کی نقل میں انہی مقاصد کے حصول کے لئے اسی قسم کی پاکیزگی اور طہارت کو پیدا کرنے کے لئے جگہ جگہ پر ایسے مراکز کھولنے پڑیں گے جو بیت اللہ کے ظل ہوں گے اور ان کے قیام کی غرض وہی ہوگی جو بیت اللہ کے قیام کی غرض ہے

اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بتایا

کہ اَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ کہ ہر اس جگہ پر جہاں امتِ مسلمہ تقویٰ کی بنیاد دل پر بیت اللہ کا ظل قائم کرے گی۔ تمہیں بطور واقف کے بیٹھنا پڑے گا ورنہ یہ مقصد پورا نہیں ہوگا۔ اسی کے متعلق بھی میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن مجھے خیال آیا کہ اگر خانہ کعبہ کی تعمیر کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ واقفینِ اُمم یعنی ہر مقام اور قبائل کے جو واقف ہیں وہ مرکز یا اس کے ظل میں آکر جمع ہوں اور دینا تمہیں تو وقف اور ہجرت میں بڑی مشابہت پائی جاتی ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ صرف مکہ سے ہی نہیں بلکہ دوسرے علاقوں سے بھی قبائل کے بعض نمائندے اپنے علاقہ کو چھوڑ کے اور اپنے قبیلے کو چھوڑ کر مدینہ میں آپ کے دروازے کے سامنے بیٹھ گئے تھے اور پھر وہیں بیٹھے رہے۔ ان کی جو ہجرت تھی۔ اپنی قوم یا اپنے ملک سے وہ اس قسم کی نہیں تھی جو مکہ سے ہجرت تھی بلکہ اس قسم کی تھی جو ایک واقف کی ہجرت ہوتی ہے جو اپنا علاقہ چھوڑ کے، اپنی رشتہ داریاں چھوڑ کے، اپنے گھر بار چھوڑ کے اپنی جائیداد کو چھوڑ کے خدا کے لئے مرکز میں آجاتا ہے اور پھر مرکز کی ہدایت کے مطابق دنیا کے مختلف حصوں میں کام کرتا ہے مثلاً یمن میں ایک قبیلہ اشعریین کا تھا وہاں کے ابو موسیٰ اشعری بڑے مشہور بزرگ صحابی ہیں ان کے ساتھ اسی نفوس ہجرت کرکے مدینہ میں آگئے اور اسی طرح اور بہت سے قبائل ہیں تاریخ میں جن کا ذکر آتا ہے کہ وہ مدینہ میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے استفادہ کرنے کے لئے وہاں آگئے تھے جن میں سے ایک ابوہریرہؓ بھی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔

چودھواں مقصد

وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ میں بیان ہوا تھا اور بتایا گیا تھا کہ اس کے ذریعہ سے اقوامِ عالم ذاتِ باری اور صفاتِ باری کا کامل عرفان حاصل کریں گی۔ اور اس کے نتیجہ میں اطاعت، فرمانبرداری، ایثار، وفا، فدائیت اور قربانی کے وہ نمونے دکھائیں گی کہ جن کی مثال دنیا میں کوئی اور مذہب پیش نہ کر سکے گا اور جنہیں دیکھ کر دنیا حیرت میں ڈوب جائے گی

یہ مقصد بھی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پورا ہوا۔ اور آپ کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں نہ صرف آپ کے زمانہ میں بلکہ بعد میں بھی ہر صدی میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جو اس مقصد کو پورا کرنے والے تھے اس کی تفصیل میں بھی میں اس وقت جانا نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا کی تو جب میں ذمہ داریوں کی طرف دوستوں کو توجہ دلاؤں گا اس وقت میں اس کی تفصیل میں جاؤں گا۔ انشاء اللہ۔

پندرھواں مقصد

بَلَدًا اٰمِنًا میں بیان ہوا تھا اور وعدہ دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس گھر کو دنیا کے ظالمانہ حملوں سے اپنی پناہ میں رکھے گا۔ اور اس کے مٹانے کی ہر کوشش ناکام کر دی جائے گی بلکہ حملہ آور تباہ اور برباد ہوں گے اور اس میں اس طرف اشارہ تھا کہ ہم نے مکہ کی حفاظت ایک خاص غرض کے ماتحت کی ہے اور بتایا تھا کہ حفاظت اس لئے کی جائے گی تا دنیا پر یہ بات واضح کریں کہ جس نبی اکرم و مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم اس مقام سے مبعوث کرنا چاہتے ہیں وہ ہماری حفاظت میں ہوگا اور تا دنیا یہ جان لے کہ جو شریعت ہم اس پر نازل کرنا چاہتے ہیں اس کے بھی ہم ہی محافظ ہوں گے

تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا خدا کی پناہ میں ہونا۔ اور اس نبی معصوم پر جو شریعت نازل ہوئی اس کا پوری طرح اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہونا۔ خانہ کعبہ کی حفاظت میں ان ہر دو کی حفاظت کا وعدہ دیا گیا تھا۔ چنانچہ

قرآن کریم نے یہ دعوےٰ کیا

کہ جو وعدہ کیا گیا تھا اس وعدہ کے مصداق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور فرمایا وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ اس آیت کی ابتداء یوں ہوتی ہے یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ کہ جو ہدایت اور جو تعلیم اور جو شریعت تم پر نازل کی گئی ہے تم بلا خوف اور بغیر خطرے کے دلیری کے ساتھ اس کی تبلیغ کرو اور اس آبِ حیات کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤ۔ لیکن ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ اس تبلیغ پر دنیا راضی نہیں ہوگی۔ اور خوش نہیں ہوگی بلکہ وہ ہزار منصوبے بنائے گی تمہیں قتل کرنے کے تمہیں ہلاک کرنے کے، تمہیں مٹا دینے کے، تمہاری تنظیم کو مٹا دینے کے۔ لیکن تم دنیا اور اس کے منصوبوں اور سازشوں کی پرواہ نہ کرو کیونکہ ہمارا تم سے یہ وعدہ ہے کہ تم ہماری پناہ میں ہو ہماری حفاظت میں ہو۔ دنیا جو چاہے کرے دنیا کی سب طاقتیں بھی اکٹھی ہونا چاہتی ہیں ہوویں تمہیں تباہ نہیں کر سکیں تمہیں ہلاک نہیں کر سکیں گی اس لئے تم بغیر کسی خوف اور خطرے کے اپنے تبلیغ میں لگے رہو کیونکہ ہم تمہاری حفاظت کرنے والے ہیں۔ ہمارے فرشتے آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہیں ہلاکت سے بچائیں گے اور محفوظ رکھیں گے۔

اس آیت کو شروع کیا گیا ہے تبلیغ پر زور دینے سے اور پھر تسلی دلائی گئی ہے کہ جب تم تبلیغ کرو گے تو تمہارے خلاف فتنے تو کھڑے ہوں گے مگر تم ہلاک نہیں ہو گے تکلیفیں تو دنیا میں دنیا والوں سے خدا تعالیٰ کے لئے خدا کے بندوں کو پہنچتی ہی ہیں لیکن

تم خدا تعالیٰ کی پناہ میں ہو

اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ تمہیں کوئی طاقت ہلاک نہیں کر سکتی مٹا نہیں سکتی اگر یہ وعدہ امتِ محمدیہ کو نہ دیا جاتا تو بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ کا جو فریضہ تھا وہ کبھی ادا نہ کر سکتی کیونکہ انہیں یہ فکر ہوتی کہ اگر دشمن نے ہمیں ہلاک کر دیا تو تبلیغ کا راستہ کلیۃً منقطع ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ نے کہا تم میں سے بعض مارے جا سکتے ہیں۔ تم میں سے بعض ہلاک کئے جا سکتے ہیں۔ تم میں سے بعض قید کئے جا سکتے ہیں۔ تم میں سے بعض تبلیغ کے لحاظ سے پابند کئے جا سکتے ہیں تم میں سے بعض کی زبان بندی کی جا سکتی ہے تم میں سے بعض کی قلم بندی کی جا سکتی ہے لیکن بحیثیت مجموعی امتِ مسلمہ اس قسم کے ابتلاء، اور اس قسم کے مصائب سے خدا تعالیٰ کی پناہ میں ہے۔ اور اس قسم کی کوئی مصیبت اس پر نہیں آ سکتی جو مقدر ہوتی ہے اس کو مٹا دے

اگر آپ غور کریں تو ایک وقت وہ بھی تھا کہ اگر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی حفاظت میں نہ ہوتے تو مکہ کا ایک سر پھرا آپ کو قتل کر دیتا جیسے اسلام کو مٹانے کے لئے صرف ایک آدمی کی ضرورت تھی۔ پھر ایک وقت وہ آیا کہ تین ہزار آدمی مرنے کے لئے تیار ہو جاتے تو بظاہر اسلام کو مٹا دیتے۔ لیکن خدا نے کہا کہ میں اتنے آدمی اور اتنی طاقت اسلام کے مخالف کو نہیں دوں گا کہ وہ اسلام پر کاری ضرب لگا سکے۔ چنانچہ بدر کے میدان میں قریباً تین گنا طاقت کے ساتھ وہ آئے تھے۔ بعض صحابہ شہید بھی ہوئے لیکن انہیں مٹنے نہیں دیا گیا۔ پھر جب تک کہ مکہ اور عرب میں اسلام مضبوط نہیں ہو گیا قیصر اور کسریٰ کو خدا نے اجازت نہیں دی کہ وہ اسلام کو مٹانے کی کوشش کر دیکھیں۔ لیکن جب اسلام عرب میں مضبوط ہو گیا۔ تو قیصر و کسریٰ کو بھی اجازت دی گئی کہ وہ اسلام کے خلاف جس قدر چاہیں زور لگا لیں اور جو کچھ ان سے بن آیا اسلام کی مخالفت میں انہوں نے کیا مگر ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھا اور

سب سے بڑا معجزہ جو ہمیں نظر آتا ہے

وہ یہ ہے کہ کسی وقت بھی مخالفین کو اتنی طاقت نہیں دی گئی کہ وہ اُمتِ مسلمہ کو کلیۃً مٹا دیں۔ ایک حصہ نے قربانی دی۔ ایک حصہ سے اللہ تعالیٰ نے قربانی لینی چاہی اور بشاشت سے اس کی ادائیں انہوں نے مصائب کے پہاڑ جھیلے لیکن امتِ مسلمہ بحیثیت ایک امت کے ہمیشہ خدا کی پناہ میں رہی۔ اب مثلاً ہمارے زمانہ میں دجالی طاقتوں نے اس قدر قوت حاصل کر لی ہے کہ اگر وہ چاہتے یا اگر وہ چاہیں تو دنیا کے سارے مسلمانوں کو قتل کر سکتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے جہاں پہلے دوسری قسم کے معجزے دکھائے۔ اب یہ معجزہ دکھایا کہ ان کی عقل پر فرشتوں کا پہرا بٹھا دیا۔ اور ان کو کہا کہ یہ زمانہ تلوار کے ساتھ اسلام کو مٹانے کا نہیں دلائل سے مقابلہ ہونا چاہیے۔ ان کے پاس طاقت تو ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی توجہ کو اس طرف سے ہٹا دیا کہ وہ طاقت کے ذریعہ مسلمانوں کو مٹانے کی کوشش کریں۔ پس آج اگر دجال مادی طاقت کو استعمال کر کے ہر مسلمان کو

قتل کرنا چاہے تو اس کے اندر یہ طاقت تو ہے لیکن خدا نے کہا کہ طاقت تو دے دی ہے لیکن اس کے استعمال کی اجازت نہیں دوں گا۔ اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کے خلاف۔

جس طرح نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو وعدہ دیا گیا خصوصی حفاظت کا اسی وجہ سے اور اسی غرض کے پیش نظر

امت مسلمہ کو بھی خصوصی حفاظت کا وعدہ دیا گیا ہے

اور عملاً دنیا میں کبھی بھی خدا تعالیٰ نے مخالفین کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ امت مسلمہ کو کلیتہً دنیا سے مٹا دیں۔ ایسے ہی حالات وجود کو آئے ایک وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے ایک آدمی کافی تھا۔ کوئی جماعت آپ کے ارد گرد نہیں تھی ایک بار صرف بارہ آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ دہلی کے سفر میں بڑا بلوہ ہوا۔ باہر کی دیوار یا دروازہ توڑ کے مخالف صحن میں گھس آئے اور اندر کے دروازے کو توڑ رہے تھے کہ پتہ نہیں کیوں؟ وہ وہاں سے بھاگ اٹھے اور واپس چلے گئے۔

وہ کیوں بھاگ گئے؟ اس سوال کا جواب اس آیت میں ہے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہو۔ یا جو قوم خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہو۔ دنیا کا کوئی مکر دنیا کا کوئی منصوبہ اور دنیا کی کوئی طاقت اسے یا انہیں مٹا نہیں سکتی۔ اور یہ وعدہ جو ہے یہ دونوں کو مخصوص کرنے والا اور وہ تفسیر بانیوں پہ اعتبار رکھنے والا ہے دوسرے

اس میں اشارہ کیا گیا تھا

کہ جو شریعت دی جائے گی اس نبی کو وہ بھی محفوظ ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کہ اس ذکر اور اس قرآن کریم کو ہم نے اتارا ہے اور اس کی حفاظت کے سامان مہیا کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ جس طرح ہم اس نے حفاظت کی اور کرتا چلا آرہا ہے۔

جب کثرت کے ساتھ کاغذ پر قرآن کریم لکھا جا کر اس کی اشاعت کے ذریعہ اس کی حفاظت نہیں ہو سکتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے لاکھوں ذہنوں کو اس بات کے لئے تیار بھی کیا۔ اور انہیں طاقت بھی دی کہ وہ قرآن کریم کو حفظ کر لیں اور ان میں سے ہزاروں ایسے بھی پیدا ہوئے جن کا حافظہ اتنا اچھا تھا کہ وہ زیر و زبر کی غلطی بھی کبھی نہیں کرتے تھے۔ لیکن سارے لوگ ایسا حافظہ رکھنے والے تھے کہ اگر کوئی غلطی کر جاتا تھا۔ تو دوسرا فوراً اس کی تصحیح کرنے والا بھی موجود ہوتا تھا۔ یعنی بحیثیت مجموعی حافظ قرآن غلطی نہیں کر سکتے تھے۔

پھر یہ بتانے کے لئے کہ حفاظ کی یہ کثرت اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت کے ماتحت پیدا ہوئی تھی جب قرآن کریم کاغذ کے اوپر شائع ہونا شروع ہو گیا تو حفاظ کی تعداد کم ہونی شروع ہو گئی اور اس سے ہمیں یہ بھی پتہ چلا کہ وہ ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہی پیدا کردہ تھا۔

انسانی تدبیر کا اس میں دخل نہ تھا

معانی کے لحاظ سے ہر صدی میں اللہ تعالیٰ نے ایسے بزرگ اولیاء پیدا کئے صدی کے شروع میں بھی صدی کے وسط میں بھی اور صدی کے آخر میں بھی کہ جو خدا تعالیٰ کی توفیق سے خدا تعالیٰ کا اس قدر قرب حاصل کرنے والے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ خود ان کو علم قرآن سکھاتا تھا۔ خود ان کا معلم تھا۔ اور اپنے وقت کی ضرورتوں کو پورا کرنے والے اور اپنے وقت کے مسائل کو وہ حل کرنے والے اور اپنے وقت کی الجھنوں کو وہ سلجھانے والے تھے۔

پھر اب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے

ایک نہایت ہی زبردست تحریک

دنیا میں جاری کی ہے تمام اکناف عالم میں اسلام کو غالب کرنے کی اور اسلام کے نور کو پھیلانے کی اور ہمیں اس نے محض اپنے فضل سے یہ توفیق عطا کی ہے کہ ہم آپ کی جماعت میں شامل ہوں اور ہمارے لئے یہ موقع مہیا کیا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو وہ قربانیاں دے کر جو خدا تعالیٰ ہم سے لینا چاہتا ہے۔ ہم اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔ اور خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس کی رضا کو حاصل کرنے والا بنے۔

تو لفظی حفاظت بھی اور معنوی حفاظت بھی قرآن کریم کی اللہ تعالیٰ نے کی۔ ایسے حالات میں ایسے طریق پر یہ حفاظت کی کہ کوئی عقلمند شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جو قرآن کریم کی حفاظت کی گئی ہے وہ کسی انسانی تدبیر کا نتیجہ نہیں ہے محض اللہ تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ اور خاص اس کی حفاظت کی وجہ سے ہے جس کا اس نے وعدہ دیا تھا۔ وہ اپنے وعدوں کا سچا۔ اپنے قول کا صادق ہے اس نے اپنے وعدے کو پورا کر دکھایا۔

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے

کہ ہمیں بھی وہ ان بندوں میں شامل کرے کہ جن کے ذمہ وہ یہ لگائے۔ کہ قرآن کریم کی معنوی حفاظت کرو یعنی صحیح علم قرآن وہ حاصل کرنے والے ہوں اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والے نہ ہوں اپنے دنیوی مطلب کے حصول کے لئے قرآن کریم کو استعمال کرنے والے نہ ہوں۔ بلکہ قرآن کریم کے حقیقی علوم وہ اپنے رب سے سیکھنے والے ہوں اور خدا تعالیٰ کے ان پیاروں میں شامل ہوں جن پر خدا تعالیٰ اپنا فضل کرتا اور ان کے ذریعہ سے اس عظیم کتاب مکنون کے علوم ضروریہ کے چہرہ سے پردوں کو ہٹاتا ہے اور وہ ہمیں ان لوگوں میں شامل نہ کرے جن کی زبان پر تو قرآن ہوتا ہے۔ لیکن جن کا دل قرآن کے نور سے خالی ہوتا ہے۔

رائچور دکن میں بر موقعہ عرس حضرت شمس عالم حسینی

جماعت احمدیہ کا تبلیغی بک سٹال اور تبادلہ خیالات

ضلع رائچور میں حضرت شمس عالم حسینی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہر سال مورخہ ۱۵، ۱۶؍صفر کو ہوا کرتا ہے درگاہ شہر کے باہر شمال کی سمت واقع ہے بے شمار لوگ تفریحاً اور اعتقاداً بھی عرس میں شمولیت کے لئے آتے ہیں جس کی وجہ سے کافی رونق ہو جاتی ہے۔ مکرم عبد الکریم صاحب مرحوم نے اس سلسلہ تبلیغ کو جاری کیا تھا اور اپنی زندگی میں اس سلسلہ کو بڑی محنت و جانفشانی اور مالی قربانی کے ساتھ جاری رکھا۔ اس دفعہ مرحوم کی غیر موجودگی کی وجہ سے وقت پر عرس کی تاریخ معلوم نہ ہو سکی۔ ایک روز قبل اطلاع ملنے پر اسی دن شب کو دو دوستوں کو رائچور روانہ کیا گیا۔ محترم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ مقامی نے اپنی موجودگی میں اسٹال کا انتظام کیا اور اسٹال کے اوپر (اسلام دنیا کے کناروں تک) کا ایک خوبصورت پردہ جس میں تبلیغ اسلام کے کارنامے جو جماعت احمدیہ ساری دنیا میں انجام دے رہی ہے اس کو دیدہ زیب طریق پر نقشہ کی صورت میں تیار کیا گیا تھا آویزاں کر دیا گیا تھا جو ہر ایک آنے جانے والے کی توجہ کا باعث بنا ہوا تھا جس کی وجہ سے لوگ ہمارے بک سٹال کی طرف متوجہ ہو جاتے پردے کے نقشہ اور مضامین کو غور سے دیکھتے دوسری طرف میز پر سلسلہ کی کتب قرینے سے رکھی گئی تھیں مختلف قسم کا لٹریچر تقسیم اور فروخت کے لئے موجود تھا جن کی بہت ہی کم قیمت رکھی گئی تھی بعض لوگ قیمتاً خریدتے اور بعض کو چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ مفت دیئے جاتے اس طرح یہ سلسلہ عرس کے پہلے دن رات کے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ اور اسی دوران محترم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نے بعض احباب سے تبادلہ خیال بھی فرمایا مختلف سوالات بھی کئے گئے جن کا اچھے اور مؤثر رنگ میں جواب دیا گیا بعض دوست خصوصیت سے جماعت کے عقائد کے بارے میں لٹریچر طلب کرتے جسے پورا کر دیا جاتا رہا۔

اس موقعہ پر ایک اشتہار (پانچ گواہ) کافی تعداد میں تقسیم کیا گیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کیلئے پانچ زبردست دلائل بیان کئے گئے تھے لوگوں نے اس اشتہار کو خاص دلچسپی سے پڑھا اور سٹال پر آکر مزید لٹریچر بھی طلب کیا۔

۱۶؍صفر مطابق ۲۷؍مئی ۱۹۶۷ء کو عرس کے دوسرے دن پھر تبلیغی سلسلہ شروع ہو گیا لوگ اسٹال میں آتے اور بیٹھ کر مطالعہ کرتے اور کتب خرید کر لے جاتے اور بعض تبادلۂ خیالات بھی فرماتے شام چھ بجے کے بعد آنے جانے والوں کا سلسلہ بڑھنے لگا آج کے دن بھی پانچ گواہ اشتہار کافی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔ عورتیں بھی کافی تعداد میں آئی ہوئی تھیں بعض خواتین بھی سٹال پر تشریف لائیں اشتہار اور بعض کتب خرید کر لے گئیں۔ یہ سلسلہ رات ۱۲ بجے تک چلتا رہا۔

حسب ذیل لٹریچر سٹال پر رکھا گیا تھا

(۱) اسلامی اصول کی فلاسفی (زبان کنڑی)
(۲) زندہ خدا زندہ رسول زندہ کتاب (حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اہم خطبات کا کتابچہ)
(۳) عیسائی مشن سے چند استفسارات (مرتبہ مولوی محمد عمر صاحب مبلغ)
(۴) اشتہار پانچ گواہ
(۵) دیگر مختلف قسم کا ملا جلا لٹریچر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دو روزہ پروگرام بہت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ اس سلسلہ میں جماعت یادگیر کے بعض ممبر احباب نے مالی تعاون [illegible] اور مکرم عبد الکریم صاحب مرحوم کے فرزندان نے بھی بک سٹال کیلئے اپنی خدمات (باقی صفحہ [illegible] پر)

یومِ خلافت کی مُبارک تقریب پر

مختلف مقامات میں کامیاب جلسے

جمشید پور

جلسہ زیر صدارت امیر صاحب مقامی بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد مکرم عبدالمجید صاحب صاحب نے زیر عنوان "خلافت کی نزاع مابین مبائعین وغیر مبائعین" تقریر شروع کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد خلافتِ اُولیٰ کا ذکر کیا اور بتایا کہ اکابرین غیر مبائعین نے مطابق وصیت حضرت خلیفہ اوّل کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد اختیارات خلیفہ پر اعتراضات شروع کر دیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے اُن کے اعتراضات کا قلع قمع کر دیا۔ آپ نے واضح فرما دیا کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے اور اُسے کوئی معزول نہیں کر سکتا۔ آپ نے اس مجلس میں اکابرین غیر مبائعین کی دوبارہ بیعت خلافت لی۔ اُن کے دل کا کھوٹ ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ ان میں سے چند لوگوں نے اپنی ذلت محسوس کی اور لاہور چلے گئے۔ اس کے بعد خلافتِ ثانیہ کا انکار کر کے اس کی برکات سے کلی محروم ہو گئے اس کے بعد آپ نے برکاتِ خلافت کو واضح کیا اور اس کی اہمیت سمجھنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد خاکسار نے زیر عنوان "خلافت کا مقام اس کی اہمیت" اپنی تقریر شروع کی۔ آیات کریمہ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت الخ کی تلاوت کے بعد بتلایا کہ خلافت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ سے کیا ہوا ہے اور یہ وعدہ چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے اگر یہ شرائط مفقود ہو جائیں تو وعدہ بھی نہیں رہتا۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلافتِ راشدہ صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچ کر ختم ہو گئی۔ یزید پلید ملعون کی ریشہ دوانیوں نے نیز ان شرائط کے موجود نہ رہنے پر بادشاہت نے خلافت کی جگہ لے لی اور اس کے بعد اسلامی حکومتوں پر زوال آنا شروع ہو گیا۔ اب تمام اسلامی حکومتیں برائے نام رہ گئیں اور خلافت کی عدم موجودگی کے سبب ان میں انتشار و پراگندگی چھا گئی۔ اس لئے خلافت کا مقام ایک زبردست مقام ہے۔ اب سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم کی ہے اور ہم جو خلافت کے اقراری ہیں ان شرائط سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اگر ہم ایمان کامل وحدانیت کے سچے پرستار، خلافت کی قدر کرنے والے نیز بغاوت و سرکشی سے آمادہ نہ رہنے والے ہونگے تو ہم میں بھی خدا کے فضل و رحم کے ساتھ خلافت تا قیامت جاری رہے گی۔ ہم نے برکات خلافت کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ۵۱ سالہ درخشندہ خلافت میں کیا ہے اور ہمارے لئے اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے لہٰذا خلافت کا مقام اور اس کی اہمیت ہمارے لئے "اظہر من الشمس" ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ جہاں ہم یوم خلافت کا جلسہ منعقد کرتے رہیں وہاں ہمیں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچنا چاہیئے کہ ہم کہاں تک اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہیں ورنہ ہمارا یہ جلسہ کرنا نعوذ باللہ ایک عبث فعل ٹھہرے گا۔ مولا کریم ہم سبھوں کو توفیق دے کہ ہم خلافت سے صحیح معنوں میں متمتع ہوں۔ آمین ثم آمین۔

اس کے بعد اپنی صدارتی تقریر میں جناب امیر صاحب مقامی نے خلافت کی تعریف بیان کی اور اس کے مقام کی تشریح کی۔ آپ نے خلافتِ ثانیہ کی برکات کو بیان کیا۔ غیر مبائعین کا جو حشر ہوا اس کی بھی وضاحت کی۔ خلافت کی مثال آپ نے ایک گڈریئے اور ریوڑ سے دی غیر احمدیوں کی زبوں حالی کو بیان کیا کہ کس طرح اُن میں نظام خلافت کے نہ ہونے کے سبب پراگندگی اور پریشان حالی ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم کو نسل در نسل وصیت کرتے چلے جانا ہے کہ خلافت کے ساتھ وابستگی اشد ضروری ہے۔ ہم کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ ہم خلافت جیسی نعمتِ عظمیٰ سے بہرہ ور ہیں اور وہ اس طرح کہ خلیفہ کے ہر ارشاد پر لبیک کہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسباب کی توفیق دے۔ آمین۔ بعد دعا جلسہ قریباً ساڑھے آٹھ بجے برخواست ہوا۔

خاکسار سید حمید الدین احمد
سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ جمشید پور

لجنہ اماء اللہ بنگلور

لجنہ اماء اللہ بنگلور کی طرف سے یوم خلافت کا جلسہ مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۶۷ء پانچ بجے محترمہ وسیم النساء صاحبہ کے گھر پر منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن اور نظم کے بعد محترمہ میمونہ بیگم صاحبہ نے منصب خلافت پر مضمون رسالہ الحکم سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد عزیزہ رضوانہ نے ہدیہ بحضور خلافتِ احمدیہ نظم خوش الحانی سے سنائی۔ اسلام میں خلافت کا نظام مکرمہ وسیم النساء صاحبہ نے اخبار بدر سے پڑھ کر سنایا۔ خلافت کا کرشمہ عزیزہ فہمیدہ بیگم نے رسالہ مصباح سے پڑھ کر سنایا۔ مکرمہ زرینہ بیگم صاحبہ نے مذہب اسلام میں خلافت قائم کرنے کی وجہ پر مضمون پڑھا۔ بعد ازاں ناصرات کی دو لڑکیوں نے "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد خلافت حقہ اسلامیہ پر ایک مضمون مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ نے تیار کر کے سنایا۔ عزیزہ رضوانہ نے خلافت کی اہمیت کے عنوان پر تقریر کی اس کے بعد عزیزہ ساجدہ بیگم نے کلام محمود سے ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ خلافت پر ایک مضمون عزیزہ جمیلہ بانو نے پڑھا۔ مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ نے احمدیت کی تعلیم پر مضمون سنایا۔ اس کے بعد خاکسارہ نے تقریر کی۔ جلسہ کی صدارت کے فرائض محترمہ محبوب بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالجلیل صاحب فیضی مرحوم نے ادا کئے۔ اور اختتام جلسہ پر حاضری کا شکریہ ادا کیا۔ اور بلحاظ وقت کے سب کی خاطر کی گئی۔ جملہ حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسارہ اختر بیگم
سیکرٹری لجنہ اماء اللہ
بنگلور

شیموگہ

مورخہ ۲۸ مئی بعد نماز عشاء جلسہ یوم خلافت مقامی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کے مکان پر موصوف کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مقامی مبلغ جماعت احمدیہ شیموگہ نے یوم خلافت کی اہمیت پر تعارفی تقریر مختصر پیرایہ میں کی۔ دوسری تقریر جناب صدر صاحب نے اخبار الفضل سے ایک مضمون خلافت کے موضوع پر کھول کھول کر پڑھ کر سنایا اور اپنی طرف سے بھی کچھ کچھ مضمون خلافت کے بارے میں تفصیل کے ساتھ سنایا۔ آخری تقریر مولوی صاحب کی تھی جس میں آپ نے خلافت کے مفہوم کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ اسلام میں خلیفہ کس کو کہتے ہیں اور خلیفہ کون ہوتا ہے اور اس کی ذمہ داریاں کیا ہوتی ہیں اور خلافت کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں کیا ہیں مختصر رنگ میں سب پر روشنی ڈالی۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ جلسہ میں تعداد خاصی تھی۔

خاکسار ایس۔ کے اختر حسین
سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ
شیموگہ

لجنہ اماء اللہ کیندراپاڑا

مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۶۷ء کو یوم خلافت کا جلسہ دو بجے محترمہ صدر صاحبہ کے مکان پر منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کیندراپاڑا نے فرمائی۔ تمام ممبرات حاضر تھیں۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے بعد عزیزہ زاہدہ النساء صاحبہ نے برکاتِ خلافت پر ایک مضمون اخبار بدر سے پڑھ کر سنایا۔ عزیزہ نجم النساء اور شاکرہ بیگم دونوں بچیوں نے نظم پڑھ کر سنائی۔ جو دلچسپی سے سنی گئی۔ اس کے بعد عزیزہ فائق النساء نے مضمون سنایا۔ اور خاکسارہ نے تقریر کی۔ بعد میں محترمہ صدر صاحبہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ یہ دورِ خلافت بھی بہت بابرکت دور ہے ابھی تو ابتداء ہے اللہ تعالیٰ حضور کے مبارک سایہ کو ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے۔ اس کے بعد حضور کی درازیٔ عمر کے لئے دعا کی گئی۔ اور جلسہ برخواست ہوا۔

خاکسارہ مہر النساء
سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کیندراپاڑا

(بقیہ صفحہ ۶)

پیش کرتے اور تبلیغی کاموں میں تعاون فرمایا محترم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ کے ساتھ مکرم عبدالسلام صاحب طفیل خادم مجلس خدام یادگیر چند روز راہگذر رہ کر دینی خدمات بجا لاتے رہے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بزرگان سلسلہ درویشان قادیان اور احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کی خدمات کو قبول فرمائے اور اس کے اچھے نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

خاکسار محمد نعمت اللہ غوری سیکرٹری تبلیغ یادگیر

جماعت احمدیہ سکندر آباد

جماعت احمدیہ سکندر آباد کے زیر اہتمام جلسہ یوم خلافت مورخہ ۲۸ر مئی بروز اتوار بعد نماز مغرب و عشاء الہ دین بلڈنگ دار الانوار میں خاکسار کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد سب سے پہلے خاکسار نے یوم خلافت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے مختصر تاریخی باتیں بیان کیں۔ پہلی تقریر مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ سکندر آباد کی ہوئی۔ آپ نے اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ خدا تعالیٰ کی ہستی نہایت پیاری اور رحم کرنے والی ہستی ہے۔ آپ نے نبوت اور خلافت کا ذکر کرتے ہوئے ان ہر دو نعمتوں کو خدا کی صفت رحمانیت اور رحیمیت کے ساتھ ملحق کرتے ہوئے نہایت عمدگی سے خلافت کی اہمیت بتائی۔ آپ نے خلافت احمدیہ کی طرف سے جاری کردہ تحریکات پر لبیک کہنے پر زور دیتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کیا۔ الحمد للہ۔

دوسری تقریر مکرم عبد الرب صاحب کی تھی آپ نے برکات خلافت بیان کرتے ہوئے خلافت احمدیہ کے ذریعہ قائم شدہ روحانی نظام اور مرکزیت کا ذکر فرمایا۔

تیسری تقریر مکرم یوسف احمد الہ دین صاحب سیکرٹری مال کی ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ خلافت احمدیہ کے ساتھ گہرا تعلق اور وابستگی کے ذریعہ ہی جاری ترقی وابستہ ہے۔ نظام دنیوی رنگ میں خواہ جتنی بھی ترقی کریں لیکن جب تک ہمارے اندر "دین کو دنیا پر مقدم" رکھنے کا جذبہ پیدا نہ ہوگا ہماری اس دنیوی ترقی میں خدائی طرف سے برکت شامل حال نہ رہے گی۔ آپ کی تقریر کی تربیتی پہلو نمایاں تھا جو موقعہ و محل کے لحاظ سے بہت مفید رہا۔

چوتھی تقریر مکرم ڈاکٹر سید منظور علی صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی "تحریکات خلافت ثالثہ" عنوان پر تھی۔ یہ پُر از معلومات تھی۔ جب سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ خلافت کی مسند پر متمکن ہوئے آپ نے جماعت کے سامنے مختلف تحریکات رکھیں۔ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی بعض ایمان افروز تقاریر اور خطبات کے اقتباسات پڑھ کر سنائے جو سامعین کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوئے۔

پانچویں تقریر مکرم مولوی محمد شمس الدین صاحب کی ہوئی۔ آپ نے خلافت احمدیہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے خلافت کے ذریعہ قائم شدہ تربیتی نظام اور اس کی برکات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا کی تفسیر کرتے ہوئے اس حبل اللہ کے ساتھ وابستہ رہنے کے فوائد اور برکات بیان فرمائے۔

چھٹی تقریر مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہوئی جو نہایت ہی ایمان افروز تھی آپ نے احباب جماعت کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور حضرت خلیفۃ المسیح کی جملہ تحریکات پر دل و جان سے لبیک کہنے کی تلقین کی اور بتایا کہ ان میں کس قدر عظیم الشان برکات ہیں۔ جماعت کی ترقی تمام تر نظام کے ساتھ وابستگی سے ہے۔

اس طرح بڑی کامیابی کے ساتھ جلسہ منعقد ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار علی محمد الہ دین
سیکرٹری تعلیم و تربیت سکندر آباد دکن

دھلی

مورخہ ۲۸ر مئی ۱۹۶۷ء بروز اتوار بعد نماز عصر جماعت احمدیہ دہلی کا ایک جلسہ مسجد احمدیہ دریا گنج میں منعقد ہوا۔ جس میں خاکسار نے خلافت کے موضوع پر سوا گھنٹہ تقریر کی۔ اس میں خلافت کی اہمیت، خلافت کے فوائد اور برکات پر تفصیلی روشنی ڈالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ایک عرصہ بعد جو خلافت علیٰ منہاج نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہوئی ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنے کی احباب کو تلقین کی۔ اس کے بعد دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔ جلسے میں احباب جماعت مستورات و بچوں نے بھی شرکت کی۔

خاکسار بشیر احمد
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ دہلی

اعلانات نکاح

مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ نے مورخہ ۲۴ر مئی ۱۹۶۷ء کو بمقام سرلوپٹیا گاؤں ضلع کٹک میں

۱۔ عزیزہ امۃ النصیر طیبہ بیگم بنت سید مسعود احمد صاحب ساکن سرو ضلع کٹک کا نکاح ہمراہ عزیزم محمد نجم الحق صاحب ولد فرقان علی صاحب ساکن پنکال ضلع کٹک بعوض دو ہزار ۲۰۰۰ روپیہ مہر پڑھا۔

۲۔ عزیزہ فرخندہ عصمت بنت سید عبد الباری صاحب ساکن سرو کا نکاح ہمراہ عزیزم سید سعید احمد صاحب ولد سید کریم بخش صاحب ساکن سرو ضلع کٹک بعوض تین ہزار ۳۰۰۰ روپیہ پڑھا۔

اور مورخہ ۲۵ر مئی ۱۹۶۷ء کو علاقہ سونگھڑہ میں

۳۔ عزیزہ ام الہدیٰ مسرورہ بیگم بنت سید غلام احمد صاحب ساکن رسول پور ضلع کٹک کا نکاح ہمراہ سید فضل احمد صاحب ولد سید حمید الباری صاحب ساکن سرو ضلع کٹک بعوض تین ہزار ۳۰۰۰ روپیہ پڑھا

۴۔ عزیزہ و سعیدہ امۃ الجمیل ناصرہ بیگم بنت سید ابو صالح صاحب ساکن رسول پور ضلع کٹک کا نکاح ہمراہ عزیزم سید ظفر احمد صاحب ولد سید کریم بخش صاحب ساکن سرو ضلع کٹک سے بعوض تین ہزار -/۳۰۰۰ روپیہ مہر پڑھا۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ متذکرہ بالا چاروں نکاحوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بابرکت نتائج ظاہر فرمائے۔ اور سب خاندانوں کے باہمی تعلقات مزید مضبوط و خوشگوار بنائے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام

خاکسار سید بشیر احمد صاحب کٹکی
نزیل کلکتہ ۶/۶۷

اعلان برائے ناصرات الاحمدیہ بھارت

ناصرات الاحمدیہ کے آئندہ امتحان کے لئے بڑے گروپ کے لئے مختصر تاریخ احمدیت اور نصف پارہ اوّل با ترجمہ مقرر کیا گیا ہے چھوٹے گروپ کے لئے "راہ ایمان" نصف اور نماز با ترجمہ، التحیات تک مقرر کیا گیا ہے

تمام لجنات سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ ناصرات الاحمدیہ کے ہر دو گروپ کو تیاری کروائیں۔ امتحان انشاء اللہ ماہ جولائی کے آخری ہفتہ میں لیا جائے گا۔

امۃ القدوس
صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ
قادیان

اعلان دعا

مکرمی عبد الستار کوڈ صاحب حیدر آباد نے بی۔کام سال اوّل کا امتحان دیا ہے۔ اور اسی طرح ان کی عزیزہ امۃ الجمیل صاحبہ و امۃ المعیم صاحبہ نے بی۔ایس کا امتحان دیا ہے۔

احباب جماعت امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ
قادیان

حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر ہرگز فوت نہیں ہوئے تھے

(بقیہ صفحہ اوّل)

اجازت دے دی گئی۔ یوسف آرمیتا نے مسیح کے جسم کو وہاں سے اُٹھا کر ایک کھلی اور کشادہ قبر میں لا کر رکھ دیا اور قبر کے منہ پر ایک بڑا سا پتھر رکھ دیا جب اتوار کی صبح کو مریم مگدلینی اور دوسری عورتیں قبر پر آئیں تو انہوں نے پتھر کو ڈھلکا ہوا اور مسیح کو وہاں سے غائب پایا۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ قبر کے دروازہ سے پتھر کو کس نے سرکایا؟ ڈاکٹر شون فیلڈ نے جو کچھ لکھا ہے۔ پیٹر کارڈل نے اسے اپنے مضمون میں ان الفاظ میں ادا کیا ہے :-

"ڈاکٹر شون فیلڈ کا نظریہ یہ ہے کہ پتھر یوسف آرمیتا کے آدمیوں نے آکر سرکایا تھا جو طے شدہ پروگرام کے مطابق مسیح کو وہاں سے نکال کر ایک ڈاکٹر کے پاس لے جانے کی غرض سے بھیجے گئے تھے۔"

(ایضاً)

قطع نظر اس کے کہ ڈاکٹر شون فیلڈ نے خود مسیح پر صلیب دیئے جانے کا منصوبہ بنانے کا الزام عائد کیا ہے انہوں نے مسیح کے صلیب پر فوت نہ ہونے اور زندہ اُترنے کے بارہ میں جو قرائن پیش کئے ہیں وہ بعینہٖ وہی ہیں جن کی رو سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے آج سے ساٹھ ستر سال پیشتر مسیح علیہ السلام کا صلیب پر سے زندہ اُترنا ثابت فرمایا تھا اُس وقت عیسائی دنیا نے ان قرائن کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور انہیں در خورِ اعتنا نہ سمجھا تھا لیکن اُس وقت کے بعد سے پے در پے خود مغرب کے اہلِ علم حضرات کی طرف سے ایسی کتابیں شائع ہوتی چلی آرہی ہیں جن میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے نظریات کو اپنا کر اس امر پہ زور دیا جا رہا ہے کہ فی الواقعہ مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے اس طرح عیسائی دنیا رفتہ رفتہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے پیش کردہ نظریات کی صداقت کو قبول کرتی چلی آرہی ہے۔

چنانچہ ذیل میں ہم واقعۂ صلیب کے متعلق بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "مسیح ہندوستان میں" کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جس میں آپ نے واقعۂ صلیب کے اصل حقائق پر سے پردہ اُٹھایا ہے نیز مسیح علیہ السلام کو بھی قسم کی منصوبہ بندی سے بری قرار دے کر انہیں صلیب سے زندہ اُترو انے اور صلیبی موت کی لعنت سے محفوظ رکھنے میں پلاطوس کے کردار کو اُجاگر کیا ہے خدائی تصرف کے ماتحت پلاطوس نے جسے مسیح علیہ السلام سے ہمدردی پیدا ہو چکی تھی اور جو آپ کو بے گناہ سمجھتا تھا۔ بڑی حکمتِ عملی سے کام لیتے ہوئے ایسا انتظام کیا کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہ ہونے پائیں بلکہ ایسی حالت میں جو موت سے مشابہ ہو زندہ سلامت صلیب پر سے اُتار لئے جائیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا اور نہ کوئی نیا جلالی جسم پایا بلکہ ایک غشی کی حالت ہو گئی تھی جو مرنے سے مشابہ تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پلاطوس نے مسیح کے چھڑانے میں حکمتِ عملی سے کام لیا۔ اول تو مسیح کا مصلوب ہونا ایسے وقت پر ڈال دیا کہ وہ جمعہ کا دن تھا اور صرف چند گھنٹے دن سے باقی تھے اور بڑے سبت کی رات قریب تھی اور پلاطوس خوب جانتا تھا کہ یہودی اپنی شریعت کے حکموں کے موافق صرف شام کے وقت تک ہی مسیح کو صلیب پر رکھ سکتے ہیں اور پھر شام ہوتے ہی ان کا سبت ہے جس میں صلیب پر رکھنا روا نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مسیح شام سے پہلے صلیب پر سے اتارا گیا۔ اور یہ قرین قیاس نہیں کہ دونوں چور جو مسیح کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے وہ تو زندہ رہے مگر مسیح صرف دو گھنٹے تک مر گیا بلکہ یہ صرف ایک بہانہ تھا جو مسیح کو ہڈیاں توڑنے سے بچانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ سمجھدار آدمی کے لئے یہ ایک بڑی دلیل ہے کہ دونوں چور بھی صلیب پر سے زندہ اُتارے گئے۔ اور ہمیشہ معمول تھا کہ صلیب پر سے لوگ زندہ اُتارے جاتے تھے اور صرف اسی حالت میں مرتے تھے کہ ہڈیاں توڑی جائیں۔ اور یا بھوک اور پیاس کی حالت میں چند روز صلیب پر رہ کر جان نکلتی تھی۔ مگر ان باتوں میں سے کوئی بات بھی مسیح کو پیش نہ آئی۔ نہ وہ کئی دن صلیب پر بھوکا پیاسا رکھا گیا اور نہ اُس کی ہڈیاں توڑی گئیں اور یہ کہہ کر کہ مسیح مر چکا ہے یہودیوں کو اس طرف سے غافل کر دیا گیا۔ مگر چوروں کی ہڈیاں توڑ کر اسی وقت اُن کی زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ بات تو تب تھی کہ ان دونوں چوروں میں سے بھی کسی کی نسبت کہا جاتا کہ یہ مر چکا ہے اس کی ہڈیاں توڑنے کی ضرورت نہیں اور یوسف نام پلاطوس کا ایک معزز دوست تھا جو اُسی نواح کا رئیس تھا اور مسیح کے پوشیدہ شاگردوں میں داخل تھا وہ عین وقت پر پہنچ گیا۔ کیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی پلاطوس کے اشارہ سے بلایا گیا تھا مسیح کو ایک لاش قرار دے کر اس کے سپرد کر دیا گیا کیونکہ وہ ایک بڑا آدمی تھا اور یہودی اس کے مخالف نہیں کر سکتے تھے جب وہ پہنچا تو مسیح کو جو غشی میں تھا ایک لاش قرار دے کر اس نے لیا اور اُسی جگہ ایک وسیع مکان تھا جو اس زمانہ کی رسم پر قبر کے طور پر بنایا گیا تھا اور اُس میں ایک کھڑکی بھی تھی اور ایسے موقع پر تھا جو یہودیوں کے تعلق سے الگ تھا اور اسی جگہ پلاطوس کے اشارہ سے مسیح کو رکھا گیا۔"

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۳۰ تا ۳۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آج سے ۸۰ سال قبل تصنیف کی ہوئی کتاب کے اس اقتباس سے عیاں ہے کہ جہاں تک مسیح علیہ السلام کے صلیب پر فوت نہ ہونے اور اس پر سے زندہ اُتارے جانے کا تعلق ہے ڈاکٹر شون فیلڈ نے حضور علیہ السلام ہی کے پیش کردہ حقائق کو اپنا کر مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت کی پُر زور تردید کی ہے یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ مروّجہ عیسائیت کی تردید میں مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ دلائل رفتہ رفتہ مغرب کے عیسائی دانشوروں کو متاثر کر رہے ہیں اور وہ ان دلائل کی قوت سے مرعوب ہو کر انہیں اپنانے پر مجبور ہوتے جا رہے ہیں جب یہ ثابت ہو گیا کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تو کفارہ باطل ٹھہرا اور جب کفارہ باطل ثابت ہو گیا تو گویا مروّجہ عیسائیت کی بنیاد ہی ختم ہو گئی۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمِ کلام کی عظیم الشان فتح نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے ۷۷ سال قبل خبر دار فرمایا تھا کہ میرے ساتھ آسمان سے فرشتے اُترے ہیں جن کے ہاتھوں میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو انہیں صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دی گئی ہیں وہ اپنا کام بند نہیں کریں گے تا آنکہ ایشیا، یورپ اور امریکہ کے لوگ حق کو پہچان لیں۔ لوگ سمجھیں گے کہ یہ تغیّر خود بخود رونما ہو رہا ہے لیکن دراصل یہ سب کچھ الٰہی فرشتوں کی تحریک سے ہے جنہیں میرے خدا نے میری مدد کے لئے میرے ساتھ نازل کیا ہے۔ آج جبکہ خود مغرب میں عیسائیت کی صف لپیٹ رہی ہے اور لوگ برملا عیسائیت کے خلاف نفرت و حقارت سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں اور وہاں خود عیسائیوں ہی کی طرف سے عیسائی عقائد کے خلاف آئے دن نئی سے نئی کتابیں شائع ہو رہی ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کو ہم اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے نہیں دیکھ رہے؟ یہ پیشگوئی تو ایسی تفاصیل اور تشریحات پر مشتمل ہے کہ اس کا من و عن بیان درج کرنا ضروری ہے کیونکہ مشرق و مغرب میں عیسائیت کے خلاف رونما ہونے والے موجودہ حالات اس پیشگوئی کے مطابق ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے ۱۸۹۹ء میں رقم فرمایا تھا کہ :-

"اس عاجز کو اور مسیح کو ایک فطرتی مشابہت ہے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں درج ہے تمام مندرج ہے حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت

ہے اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔ شاید کوئی بے خبر اس حیرت میں پڑے کہ فرشتوں کا اترنا کیا معنی رکھتا ہے۔ سو واضح ہو کہ عادت اللہ اسی پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا محدث اصلاح خلق کے لئے آسمان سے اترتا ہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اس کے ہمرکاب ایسے فرشتے اترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور برابر اترتے رہتے ہیں جب تک کفر اور ضلالت کی ظلمت دور ہو کر ایمان اور راستبازی کی صبح صادق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔

سو ملائکہ اور روح القدس کا تنزل یعنی آسمان سے اترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعت خلافت پہن کر اور کلام الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے۔ روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں۔ تب دنیا میں جہاں جہاں جوہر قابل پائے جاتے ہیں سب پر اس نور کا پرتو پڑتا ہے اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں اور توحید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے دلوں میں راست پسندی اور حق جوئی کی ایک روح پھونک دی جاتی ہے اور کمزوروں کو طاقت عطا کی جاتی ہے اور ہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے کہ جو اس مصلح کے مدعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے ایک پوشیدہ ہاتھ کی تحریک سے خود بخود لوگ صلاحیت کی طرف کھسکتے چلے آتے ہیں اور قوموں میں ایک جنبش سی شروع ہو جاتی ہے تب ناسمجھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ دنیا کے خیالات نے خود بخود راستی کی طرف پلٹا کھایا ہے لیکن درحقیقت یہ کام ان فرشتوں کا ہوتا ہے جو خلیفۃ اللہ کے ساتھ آسمان سے اترتے ہیں اور حق کے قبول کرنے اور سمجھنے کے لئے غیر معمولی طاقتیں بخشتے ہیں۔ سوئے ہوئے لوگوں کو جگا دیتے ہیں اور مستوں کو ہوشیار کرتے ہیں اور بہروں کے کان کھولتے ہیں اور مردوں میں زندگی کی روح پھونکتے ہیں اور ان کو جو قبروں میں ہیں باہر نکال لاتے ہیں۔ تب لوگ یک دفعہ آنکھیں کھولنے لگتے ہیں اور ان کے دلوں پر وہ باتیں کھلنے لگتی ہیں جو پہلے مخفی تھیں اور درحقیقت یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے الگ نہیں ہوتے اسی کے چہرہ کا نور اور اسی کی ہمت کے آثار جلیہ ہوتے ہیں۔ جو اپنی قوت مقناطیسی سے ہر ایک مناسبت رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک ہو یا دور ہو اور خواہ آشنا ہو یا بکلی بیگانہ اور نام تک بے خبر ہو۔ غرض اس زمانہ میں جو کچھ نیکی کی طرف حرکتیں ہوتی اور راستی قبول کرنے کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں خواہ وہ جوش ایشیائی لوگوں میں پیدا ہوں یا یورپ کے باشندوں میں یا امریکہ کے رہنے والوں میں وہ درحقیقت انہی فرشتوں کی تحریک سے جو اس خلیفۃ اللہ کے ساتھ اترتے ہیں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یہ الٰہی قانون ہے جس میں کبھی تبدیلی نہیں پاؤ گے اور بہت صاف اور سریع الفہم ہے اور تمہاری بدقسمتی ہے اگر تم اس پر غور نہ کرو۔ چونکہ یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اس لئے تم صداقت کے نشان ہر ایک طرف سے پاؤ گے۔ وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔ یہ تم قرآن شریف سے معلوم کر چکے ہو کہ خلیفۃ اللہ کے نزول کے ساتھ فرشتوں کا نازل ہونا ضروری ہے تاکہ دلوں کو حق کی طرف پھیریں۔ سو تم اس نشان کے منتظر رہو۔ اگر فرشتوں کا نزول نہ ہوا اور ان کے اترنے کی نمایاں تاثیریں تم نے دنیا میں نہ دیکھیں اور حق کی طرف دلوں کی جنبش کو معمول سے زیادہ پایا تو تم یہ سمجھنا کہ آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوا لیکن اگر یہ سب باتیں ظہور میں آگئیں تو تم انکار سے باز آؤ تا تم خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک سرکش قوم نہ ٹھہرو۔"

(فتح اسلام)

برطانیہ کے فاضل اناجیل ڈاکٹر شون فیلڈ (جنہوں نے اپنی زندگی کے چالیس سال بائبل کے عمیق مطالعہ میں صرف کئے ہیں اور اناجیل اربعہ کا جدید انگریزی زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے) کی مذکورہ کتاب جس میں انہوں نے خود اناجیل سے استدلال کر کے برملا اس امر کا اظہار کیا ہے کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوا تھا بلکہ بیہوشی کی حالت میں اس پر سے زندہ اتار لیا گیا تھا اور بعد میں یوسف آرمتیا نے ایک حکیم کے پاس لے جاکر اس کا علاج کرایا۔ اور اسی قسم کی دوسری کتابیں جو آجکل یورپ اور امریکہ سے بکثرت شائع ہو رہی ہیں اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے بموجب یورپ اور امریکہ کے دلوں پر فرشتوں کی فوجیں نازل ہو رہی ہیں۔ ہاں انہی فرشتوں کی فوجیں جو مسیح پاک علیہ السلام کے ساتھ اور آپ کے ہمرکاب آج سے ستر پچھتر سال پہلے آسمان سے اترے تھے اور اس وقت سے دنیا میں مصروف کار ہیں وہ مستعد دلوں میں ہدایت ڈال رہے ہیں اور نیکی کی طرف انہیں پھیر رہے ہیں۔ وہ برابر مصروف کار رہیں گے تا آنکہ کفر اور ضلالت کی ظلمت دور ہو کر ایمان اور راستبازی کی صبح صادق نمودار ہو۔

مبارک وہ جو ایشیا یورپ اور امریکہ کے دلوں پر اس زمانہ میں فرشتوں کی فوجیں نازل ہوتے دیکھ کر اور بارش کی طرح برسنے والے صداقت کے نشانوں کو ہر طرف پاکر صداقت کو قبول کرنے اور خلیفۃ اللہ پر ایمان لانے میں پس و پیش نہیں کرتے کیونکہ وہی ہیں جو خدا تعالیٰ کے نزدیک سرکش قوم میں شمولیت اور اس کی عقوبت سے محفوظ رہیں گے۔

وفات جماعت احمدیہ بھدرک کے محترم شیخ کفایت اللہ صاحب مرحوم کی صاحبزادی جمیلہ بی بی جو ایک لمبے عرصہ سے بیمار تھیں مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۶۷ء کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب کرام اور بزرگان دین دعا فرمائیں کہ مولا کریم مرحومہ کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق دے۔ آمین۔

خاکسار قمر الدین خان احمدی
شوہر مرحومہ از بھدرک اڑیسہ

بجٹ سال رواں

اور

احباب جماعت کی مالی ذمہ واریاں

تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنی جانیں، اموال، اولاد اور عزیزوں کو خدا تعالیٰ کے دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے قربان کر دیا تھا جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس رنگ میں دیا کہ وہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے معزز خطاب سے نوازے گئے اور دنیاوی لحاظ سے بھی انہیں اور ان کی نسلوں کو سینکڑوں سال تک دنیا کی قسمتوں کا مالک بنا دیا گیا۔ اسی طرح آج بھی ہماری جماعت میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ ایسے احمدی احباب جن کو محض دین کی راہ میں اپنی جانیں اموال اور اولاد اور عزیزوں اور وطن کی قربانی دینی پڑی۔ نہ صرف قیامت تک کے لئے تاریخ احمدیت میں وہ سنہری باب ہے۔ بلکہ وہ جو صحابہ کی طرح نانِ شبینہ کے محتاج تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولادوں کو دنیاوی لحاظ سے بھی معزز اور ممتاز حیثیت عطا فرمائی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ دین کی خدمت اور قربانیوں کے مواقع اللہ تعالیٰ کے فضلوں رحمتوں اور برکتوں کو یقیناً جذب کرنے والے ہوتے ہیں اور یہ مواقع آج صرف ہم احمدیوں کو ہی حاصل ہیں۔ باقی تمام دنیا اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہے بس کیا ہی خوش قسمت ہے وہ احمدی جس کو دین و دنیا کی لازوال دولتوں کے پانے کی راہ دکھائی گئی ہے اور وہ اس راہ پر چل کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستفید ہو رہے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالیٰ کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے۔ جب تک کہ تم اپنی رضا، چھوڑ کر اپنی عزت کو چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اٹھاؤ گے تو اس پیارے بچے کی طرح خدا تعالیٰ کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھول دیئے جائیں گے۔"

حضرت اقدس نے مزید فرمایا:۔

"یہی وقت خدمت گزاری کا ہے پھر اس کے بعد یقیناً وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ اس کی راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر ہوگا۔"

احباب کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان ارشادات کے ہوتے ہوئے ہم سب کو اپنا اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ دین کی مالی خدمت کے تعلق میں ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور جبکہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر اور بیعت کر کے ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد بھی کیا ہے اور اس کے بعد ہم ہر سال اپنی رضا اور شرح صدر سے محض رضائے الٰہی کی خاطر بجٹ بنواتے ہیں۔ تو اس کی سو فیصدی ادائیگی کرنی ہم پر لازم ہو جاتی ہے جس کو پورا کر کے ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔ اور بجٹ کو یعنی جو مالی خدمت کا عہد اللہ تعالیٰ سے باندھا ہے اس کو پورا نہ کرنے کی صورت میں ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جوابدہ ٹھہرتے ہیں۔

لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ بجٹ سال رواں کا دوسرا ماہ گزر رہا ہے۔ مگر جماعتوں کی طرف سے نسبتی بجٹ کے مطابق چندہ جات کی وصولی نہیں ہو رہی۔ اور بہت سی جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے اب تک چندہ جات کی رقم وصول نہیں ہوئی۔ حالانکہ مرکز کی ضروریات اس امر کی متقاضی ہیں کہ سلسلہ کا ہر فرد اور جماعتوں کے عہدیدار اپنی مالی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور صحیح رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کر کے ہر ماہ باقاعدگی سے چندے ادا کریں اور عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ چندہ جات کی وصولی کے لئے خاص اہتمام کریں۔ تاکہ جماعت میں کوئی فرد ایسا نہ رہے جو نادہندہ یا بقایادار یا بے شرح ہو اور نہ صرف یہ کہ جملہ احباب لازمی چندوں کو باقاعدگی سے ادا کریں بلکہ طوعی تحریکات میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اپنے ایمان اور اخلاص کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ امید ہے کہ احباب جماعت اپنے ذمہ چندوں کی رقوم جلد از جلد ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق عطا کرے اُن راہوں پر چلائے جو اس کے فضل اور رضا کی راہیں ہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

قربانی کے ذریعہ سے ترقی کا زریں اصول

سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قربانی کے ذریعہ ترقی کا زریں اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ تحریک جدید تمہیں اس وقت تک کامیاب نہیں کر سکتی جب تک رات دن ایک کر کے کام نہ کرو۔ اپنی راتوں اور دنوں پر قبضہ نہ کر لو۔ اور ایسی عادت نہ ڈال لو کہ جس کام کو اختیار کرو اسی طرح کرو جس طرح ہمارے ملک میں کہتے ہیں تخت یا تختہ۔ جب تک یہ روح پیدا نہ ہو اس وقت تک کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

میرا منشاء یہ ہے کہ دوستوں کے اندر استقلال پیدا کر دوں چاہے اس کے لئے ان کے گلوں میں چھریاں ڈالنی پڑیں۔ اور ٹینک منگوانی پڑیں۔ اب میں ان کے اندر وہ حالت پیدا کرنی چاہتا ہوں کہ ان کی شکل سے ظاہر ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے در کے فقیر ہیں۔"

حضورؓ کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنا معیار قربانی بلند کریں۔ اور جو افراد اب تک اس مالی جہاد میں شامل نہیں ہوئے انہیں دفتر سوئم میں شمولیت فرما دیں۔ سیکرٹریان مال اپنی جماعتوں کے احباب سے وعدوں کی رقوم وصول کر کے جلد از جلد دفتر محاسب میں بھجوا دیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

اعلان درخواست دعا

محترم جناب مولانا عبد اللہ صاحب مالاباری مبلغ سلسلہ احمدیہ تشویشناک طور پر بیمار ہیں۔ تین ہفتے ہوئے کہ فالج کی وجہ سے آپ کا بایاں ہاتھ پاؤں بالکل بے حرکت و بے حس ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ بلڈ پریشر وغیرہ بیماریاں بھی ہیں حالت تشویشناک ہے۔ مگر علاج جاری ہے۔ بزرگانِ سلسلہ اور دیگر تمام احمدی احباب سے گزارش ہے کہ مکرم مولانا صاحب موصوف کی صحت و درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد ابوالوفاء

مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کیرلہ

خبریں!

یونائیٹڈ نیشنز (نیویارک) آج صبح سکیورٹی کونسل نے اپنی ہنگامی میٹنگ میں اتفاق رائے سے ایک ریزولیوشن پاس کیا جس میں اسرائیل اور سیریا سے مانگ کی گئی کہ وہ جنگ بندی کی پابندی کریں۔ اور اپنی فوجیں اس جگہ سے آگے نہ بڑھائیں۔ جہاں وہ جنگ بندی کے وقت تھیں۔ اگر کسی ملک نے اپنی فوجیں جنگ بندی لائن سے آگے بڑھائی ہوں تو وہ واپس اپنی جگہ پر لے آئے۔ کونسل کا یہ ہنگامی اجلاس سیریا کی درخواست پر منعقد ہوا تھا۔ سیریا نے شکایت کی تھی کہ جنگ بندی کے باوجود اسرائیلی فوجیں سیریا میں آگے بڑھ رہی ہیں۔ سکیورٹی کونسل نے جنگ بندی کی خلاف ورزیوں کی مذمت کی اور کہا کہ سیریا، جارڈن اور مصر میں جنگ بندی کی کوئی خلاف ورزی نہ ہونی چاہیئے بلکہ اس کی پوری طرح پابندی ہونی چاہیئے۔ فوجیں ٹینک وغیرہ آگے نہ بڑھائے جائیں اور اقوام متحدہ کے مبصروں کو نقل و حرکت کی پوری پوری آزادی دی جائے۔ ریزولیوشن کونسل کے صدر مسٹر ہینس ٹیبور آف ڈنمارک نے رکھا تھا اور یہ بحث کے بغیر منظور کر لیا گیا۔ سیریا نے الزام لگایا تھا کہ اسرائیل نے اپنا ٹینک دستہ سیریا کے علاقہ میں بہت آگے تک بڑھایا ہے۔ اور یہ واقعی اور اس سے آگے تک چلا گیا ہے۔ ان کی حرکت ایک منظم حملہ کا حصہ ہے جس کا مقصد دریائے جارڈن کے منبع پر قبضہ کرنا ہے اور دریائے یرموک کے پانی کے چشموں پر قبضہ کرنا ہے

عمان ۱۳؍ جون۔ جارڈن کے شاہ حسین نے آج عمان ریڈیو سے ایک براڈ کاسٹ تقریر میں کہا کہ اس نئی جنگ میں ہمیں جو نقصان ہوا ہے اس سے ہمارے ارادے اور بھی پختہ ہو گئے ہیں۔ اور ہم نا انصافی کو کبھی برداشت نہیں کر سکتے [illegible] آپ نے جارڈن کے لوگوں سے [illegible] جرأت کے ساتھ اپنا کام [illegible] رکھیں۔

نئی دہلی ۱۳؍ جون۔ آج [illegible] میں وزیر خارجہ مسٹر ایم۔ سی۔ چھاگلہ نے [illegible] کشمیر [illegible] مسائل پر [illegible] کا یہ مطلب نہیں کہ کشمیر کے بارے میں بھارت کی بنیادی پوزیشن میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ شری ہیم بروا کے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ کشمیر [illegible] پر پاکستان کے ساتھ بات چیت نہ [illegible] بھارت [illegible] رضامندی ظاہر [illegible]

اور اتحادی سبھا میں بار بار کیا جا چکا ہے

نئی دہلی ۱۳؍ جون۔ لوک سبھا میں ممبران نے حکومت کو وارننگ دی ہے کہ چین ناگا لینڈ، منی پور اور شمالی برما کے علاقہ پر مشتمل آزاد ناگا مملکت کو تسلیم کرے گا۔ یہ معاملہ شری جی جی سویل اور شری ہیم بروا نے اٹھایا تھا۔ شری چھاگلہ نے جواب دیا کہ حکومت نے اس مطلب کی خبریں دیکھی ہیں ممبران نے ایسی حکومت کے قیام کا اندازہ ہی لگایا ہے۔ اس لئے چینیوں کی طرف سے اسے تسلیم کرنے کا سوال ہی نہیں اُٹھتا۔

چنڈی گڑھ ۱۳؍ جون سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ پنجاب سرکار صوبائی لیجسلیچر کے آئندہ سیشن میں بھیک مانگنے کے خلاف بل پیش کرے گی۔ بل پاس ہونے کے فوراً بعد بھیک مانگنے کو خلاف قانون قرار دے دیا جائے گا۔ اور بھکاریوں اور ان کے آشرموں کو ملازمت اور ملازمت کے مواقع مہیا کرنے کے لئے ادارے قائم کئے جائیں گے۔ سرکاری اطلاعات کے مطابق سنگرور اور روپڑ کے اضلاع میں بھکاریوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔

واشنگٹن ۱۳؍ جون۔ اسرائیل کے ڈیفنس منسٹر موشے دیان نے کہا کہ ان کی فوجیں نہ تو غازہ کی پٹی کو خالی کریں گی اور نہ جارڈن دریا کے مغربی کنارہ کو۔ ڈیفنس منسٹر نے یہ اعلان ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں کیا۔ جو کل امریکہ میں نشر کیا گیا۔ امریکی ٹیلی ویژن کمپنی نے یہ انٹرویو ۴۸ گھنٹے پہلے تل ابیب میں حاصل کیا تھا۔ موشے دیان نے کہا کہ ان کا ملک یروشلم کے سارے شہر کو اپنے قبضہ میں رکھے گا۔ اور اس مقدس شہر میں تمام مذاہب کو آزادی کی گارنٹی دی جائے گی۔ اسرائیلی وزیر نے کہا کہ میرے ملک اور عرب ممالک کے درمیان جو بھی مسائل ہیں وہ براہ راست بات چیت سے طے ہونے چاہئیں۔ ہم ان کے تصفیہ میں بڑے ملکوں کے ثالث بننے یا مداخلت کرنے کے خلاف ہیں۔ اگر عرب ممالک اسرائیل کے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے تیار نہ ہوں تو ہم پھر وہیں ڈٹے رہیں گے جہاں اب موجود ہیں۔ جنرل دیان نے کہا کہ اسرائیل نے جن علاقوں کو فتح کیا ہے ان پر قبضہ برقرار رکھنے سے فوجی نوعیت کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم سماجی اور اقتصادی مسائل درپیش ہوں گے۔ ایک خاص مسئلہ دریائے اردن کے مغربی کنارہ پر پندرہ لاکھ سے زیادہ عربوں کی موجودگی کا ہے۔ کیونکہ ہم انہیں اسرائیلیوں میں شامل نہیں کرنا چاہتے اگر انہیں شامل کر لیا تو اسرائیلی قوم کے یہودیوں اور عربوں کی ملی جلی قوم بن جانے کا جوکھم لینا پڑے گا تمام یہودی باشندے ایک یہودی مملکت چاہتے ہیں

بیروت ۱۳؍ جون۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے سٹاف نامہ نگار نے خبر دی ہے کہ مصر کے جو ہوائی جہاز اور ٹینک وغیرہ اسرائیل کے حملہ کی وجہ سے تباہ یا ناکارہ ہوئے ہیں روس نے ان کی جگہ مصر کو نئے ہوائی جہاز اور ٹینک دینے کا وعدہ کیا ہے۔ روس کے اس فیصلہ کی وجہ یہ دی گئی ہے کہ مصر کو جو نقصان اُٹھانا پڑا ہے وہ اس لئے کہ روس نے ہی صدر ناصر کو اس جنگ میں پہل کرنے سے روکا تھا۔ اور وہ خود بھی اس جنگ میں مصر کی مدد کے لئے نہیں آیا۔ لہذا روس یہ محسوس کرتا ہے کہ اسرائیل کے ہاتھوں مصری ہوائی جہازوں اور ٹینکوں کی تباہی کے لئے وہ ذمہ دار ہے لہذا اس کا فرض ہے کہ وہ مصر کے اس عظیم فوجی نقصان کو پورا کرے

تل ابیب ۱۳؍ جون۔ مصر کی طرف سے پچھلے ماہ خلیج عقبہ اور آبنائے تیران کی ناکہ بندی کے اعلان اور اسرائیل کی طرف سے ۷۲ گھنٹے کی جنگ کے بعد اس ناکہ بندی کو ختم کئے جانے کے بعد کل پہلی بار اسرائیل کا ایک مال بردار جہاز ڈولفن اس خلیج میں داخل ہوا۔ یہ جہاز تمام مال لاد کر اسرائیل کی اس خلیج میں واقع بندرگاہ ایلات کی طرف جا رہا ہے۔ اور اس پر اسرائیل کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔

اِمتحان کتاب "آسمانی فیصلہ"

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال کتاب "آسمانی فیصلہ" کا امتحان ہو گا جس کی تاریخ کی تعیین نظارت ہذا کی طرف سے مورخہ ۸؍ اکتوبر ۱۹۶۷ء کی جاتی ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ہے جو بڑی تقطیع کے چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ امتحان میں ابھی ساڑھے چار ماہ کا وقفہ ہے اس لئے ہر لحاظ سے امتحان کی تیاری میں کوئی امر مانع نہیں یعنی نہ تو کتاب ضخیم ہے اور نہ وقت ہی تھوڑا ہے۔ بہت آسانی سے تیاری ہو سکتی ہے احباب سے گذارش ہے کہ جہاں پر جماعتیں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک امتحان ہوں (بلکہ کیا ہی بہتر ہو بالغ مرد و عورت امتحان میں شریک ہوں) وہاں احباب مقررہ تاریخ توسیع کے لئے نظارت کو مجبور نہ کریں۔ کیونکہ اس سے کئی قسم کی ترتیبی خامیاں پیدا ہوتی ہیں۔

گذشتہ سال کتاب "عقائد احمدیت" کا امتحان ہوا تھا۔ اس سال "آسمانی فیصلہ" کا امتحان لیا جا رہا ہے اس خیال سے کہ معیار ہر سال کچھ کچھ بڑھایا جا رہا ہے۔ آئندہ سال [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا امتحان [illegible] اگر کوئی دوست اس بارے میں مشورہ دینا چاہیں تو نظارت شکریہ کے ساتھ [illegible] کرے گی۔

نوٹ:۔ یہ کتاب عبد العظیم صاحب کتب فروش قادیان سے ۳۷ نئے پیسے [illegible] ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اخبار احمدیہ (بقیہ صفحہ اول)

کہ ہم بہت دعا کریں اور بہت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرمائے۔ مجھے تو اُن فکروں رات کو نیند بھی ٹھیک طرح نہیں آئی اور قریباً ساری رات ہی دعائیں گذری فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے یورپین اقوام کو بہت طاقت دی ہوئی ہے لیکن اسے یہ طاقت بھی ہے کہ وہ ان کو اس طاقت کے غلط استعمال سے روک دے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ بہت بہت دعا سے کام لیں؟

قادیان ۱۳؍ جون۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ